رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۶۷

سنہ ۱۹۱۲ء

بابت ماہ مارچ

ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولٰئک ھم المفلحون

رسالہ

تشحیذ الاذہان

ایڈیٹر: صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

فہرست مضامین

قیمت سالانہ۔ عوام سے (عہ) دو روپے

طلباء سے عہ غیر ممالک سے عہ لیجاتی ہے

مینیجر رسالہ

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی ۲۷ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

کچھ تشحیذ کی نسبت

ظہور مہدی | اخبار بین حضرات سے مخفی نہیں کہ آجکل غیر احمدی مسلمانوں میں امام مہدی کے ظہور کی نسبت بہت کچھ ذکر مذاکرہ ہوتا رہتا ہے اور اسکی وجہ وہ ادبار و تنزل کی گھٹائیں ہیں جو اسلامی مطلع پر مختلف مہیب اور خوفناک صورتوں میں چھا رہی ہیں ان تمام مشکلات کا حلّ ایک ہی امر میں سمجھا گیا ہے وہ آفتاب صداقت یا مہدی امت کا ظہور ہے چنانچہ ۷۔ مارچ کے روزانہ میں ایک ولی اللہ کے ایک قصیدے سے چند اشعار نقل کئے گئے ہیں جو ۵۷۰ھ میں اس بزرگ نے خدا سے خبر پا کر ارقام فرمائے ہیں پہلے اٹلی و طرابلس کے جنگ کا ذکر ہے پھر اخیر میں یہ دو مصرعے ہیں ؎

ناگہ لمو سم حج مہدی خروج سازند ؂ در سال کنت کنزاً باشد چنیں بیانہ

اس آخری مصرعہ میں جس حدیث کنت کنزاً مخفیاً کی طرف اشارہ ہے اسکے اعداد ۱۲۷۹ھ ہیں اور یہ سال ظہور مہدی ہے بات تو صاف ہے مگر ہمارے مسلمان کہلانیوالے بھائی ابھی انتظار میں ہیں اب ہمارا فرض ہے کہ انہیں یہ مژدۂ جانفزا سنائیں آنیوالا آچکا مبارک وہ جو اسپر ایمان لاتے ہیں میرے احمدی برادران طریقت بیابان ضلالت میں بہت سی روحیں حیران و پریشان ہیں اور شدت تشنگی سے بیقرار دیوانہ وار سرگردان ہیں انہیں اس چشمۂ آب حیات پر پہنچاؤ اور ایسے چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ تعلیمیافتہ احباب میں تقسیم کرو جن میں مہدی کے بارے میں صحیح معلومات مندرج ہو جنوری کے تشحیذ میں ایک مختصر جامع اور مدلل مضمون سیدنا مرزا غلام احمد علیہ السلام کے بارہ میں چھاپا گیا ہے ذی استطاعت احباب اسکی کاپیاں ۲ر فیجلد کے حساب سے خرید کر تقسیم کریں۔

۲۔ کاپیاں اور پروف بڑی احتیاط سے پڑھے جاتے ہیں پھر بھی انسان میں سہو و نسیان ہے اگر کوئی عبارت یا آیت غلط چھپے تو ضرور اطلاع دیں تا کہ اس سے زیادہ تصحیح کا انتظام ہو سکے رسالہ لاہور چھپتا ہے پروف دوبارہ نہیں دیکھ سکتا اسواسطے حسب منشا صحت نہیں ہو سکتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ مارچ ۱۹۱۳ء

ہم میں حفاظ قرآن ہوں

اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت رحمانیت کے تقاضے سے قرآن مجید نازل کیا اور اسکے جمع اور بیان کا ذمہ لیا جیسا کہ فرماتا ہے۔ ان علینا جمعہ وقرانہ پھر اسکی حفاظت کا وعدہ بھی فرمایا چنانچہ یہ آیت انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ اسکی مشعر ہے یہ بات دلچسپی سے پڑھی جائیگی کہ ہمارے خدا کا نام السّلام ہے اور ہمارے دین کا نام اسلام ہے اور ہمارا قبلہ بھی سلامتی کا گھر ہے چنانچہ اسکی نسبت پیشگوئی ہے کہ کوئی غیر قوم اسپر مسلط نہ ہوگی بلکہ من دخلہ کان اٰمنا یعنی جو اس میں داخل ہوا وہ امن پا گیا اسی طرح ہماری کتاب جو خدائے توّاب کی طرف سے ہمارے لئے نازل ہوئی وہ بھی ہر قسم کے نقصوں عیبوں اور باطل کے حملوں سے محفوظ ہے فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصداً۔ اور اسی سے ہی یہ بات مستنبط

ہو سکتی ہے کہ جس قوم میں یہ خدا کا کلام ہو گا وہ بھی محفوظ رہیگی بلکہ میرا تو یہاں تک اعتقاد ہے کہ جس سینے میں قرآن مجید ہو گا اُسے اللہ تعالیٰ اُن وساوس شیطانی وہواجس نفسانی سے محفوظ رکھیگا جو انسان کو جہنم میں لیجاتے اور دنیا میں نافرمانی کی راہ دکھاتے ہیں شیطان کا اس سینے میں کسطرح دخل ہو سکتا ہے جس میں کہ خدا کا نور بھرا ہوا ہو کیونکہ شیطان تو اسی جگہ حملہ کر سکتا ہے جس میں تاریکی وظلمت ہو کلام الٰہی ایک نور ہے اسکی روشنی میں کوئی تاریکی کا فرزند نہیں ٹھہر سکتا یہی وجہ ہے کہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب فرمایا اللہ کا ذکر قرآن مجید ہے اور دل کی بے اطمینانی۔ پریشانی اعمال شیطانی سے پیدا ہوتی ہے وہ کلام یزدانی سے دور ہو جاتی ہے۔

پس میرے بھائی پیارے بھائی اگر برکات سماوی وارضی سے حصہ لینا چاہتے ہیں اور انکی خواہش ہے کہ ان کی زندگانی بے اطمینانی سے خالی ہو اور خدا کی نازل کردہ برکات نبوت سے حصّہ لیں تو وہ ضرور جس طرح بن پڑے جتنا ہو سکے کلام الٰہی یاد کریں اور حفاظ قرآن کہلائیں مگر قرآن کے حافظ حقیقی معنی کے رُو سے نہیں صرف الفاظ ازبر نہ ہوں بلکہ ان الفاظ پر عمل بھی ہو۔ پھر اسی قرآن مجید کو اس دنیائے دنی کے چند روزہ فوائد کے حصول کا ذریعہ نہ بنائیں اور ان پیشوں میں سے ایک پیشہ نہ گردان لیں جو حصول معاش کے لئے اختیار کئے جاتے ہیں ہمارے نبی کریم صلعم کو اس امر کا بڑا اہتمام تھا مشیّت ازلی نے آپکو اُمّی رکھا تاکہ قرآن مجید قبل اسکے کہ تحریر میں آئے آپ کے سینے پر لکھا جائے پھر صحابہ میں سے ایک ایسا گروہ تھا جنکا کام ہی یہی تھا کہ صبح سے شام تک اور پھر دو تہائی آدھی یا کم از کم تہائی رات اسی قرآن مجید کے پڑھنے میں گزاریں اور اس ارشاد ربانی کی تعمیل ہو جو یہ ہے قم اللیل الا قلیلاً نصفه او انقص منه قلیلاً او زد علیه ورتل القرآن ترتیلاً صحابہ کرام نے اپنی زندگی کا مقصد ہی یہی سمجھ لیا کہ قرآن حفظ کریں قرآن پر عمل کریں قرآن کی اشاعت کریں ان میں سے کئی ایسے تھے جو باہم ملکر تدارس کرتے اور قرآن کے حصّے آپس میں تقسیم کر لیتے ایک بھائی اگر سورہ بقر یاد رکھتا ہے تو دوسرے کو آلِ عمران ازبر ہے اور تیسرے کو سورۂ نساء پر عبور ہے اس طرح پر ایک جماعت ملکر قرآن مجید کو

اپنے سینوں میں محفوظ رکھتی یہ مت سمجھو کہ اسباب کتابت نہ موجود ہونیکی وجہ سے انکو ایسا کرنا پڑا اور اب اسکی کیا ضرورت ہے جبکہ قسم قسم کے چھاپے خانے نکل آئے ہیں اور قرآن مجید کی یہ کثرت ہے کہ اسکا ناپدید ہونا محال ہے محال تو یقیناً پہلے بھی نہ تھا جبکہ ابھی کوئی چھاپنے کی کل نہ تھی کیونکہ خداوند عزوجل اسکا محافظ تھا۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلّم کے طرز عمل کو دیکھئے کہ اسکو محفوظ رکھنے کے لئے کیا کیا اہتمام فرمایا جب کوئی آیت نازل ہوتی فوراً لکھا لیجاتی اور یکھائی بھی ایسے لوگوں سے جاتی جنکی تعریف میں کرام بررہ آیا ہے اور پھر کیدم صحابہ میں پھیلجاتی اور وہ اسے حفظ کر لیتے نماز میں الامنہ کا حق اُسے دیا جو اقرءہم بکتاب اللہ ہو پھر نمازوں میں اسی کا کچھ نہ کچھ حصہ پڑھایا جانا واجب قرار دیا اور ہر رکعت میں اگر الگ الگ سورۃ پڑھائی جائے تو دن رات کی قریباً ۴۰ رکعتوں کے لئے آپ خیال فرماویں کسقدر قرآن مجید یاد کرنا پڑتا ہی پھی قرآن مجید تھا جسکا کچھ حصہ مریضوں کو سنایا جاتا جان کندنی کے وقت پڑھا جاتا ہر رمضان شریف میں کم از کم ایکدفعہ سنایا جاتا غرض یہ تھی کہ قرآن مجید مسلمانوں کے ارواح کی لطیف غذا بنجائے اللہ رب العالمین سلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین پر ہزار ہزار رحمتیں نازل کرے کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے منشاء کو خوب سمجھا اور اس قرآن مجید کے محفوظ رکھنے میں کوئی طریقہ فرو گذاشت نہ کیا اسکے حفظ کے لئے باقاعدہ مدرسے قایم کئے جن میں بڑے بڑے عالمان باعمل قاریوں کی زیر نگرانی حفّاظ قرآن تیار ہوتے لیکن متاخرین میں یہ بات صرف رسمی رہ گئی قرآن مجید کے معانی سمجھنے یا اسپر عمل کرنے سے کوئی ذوق نہ رہا محض حروف کے مخارج پر بحث ہو رہی ہے اور نبی کریمؐ کی اس پیشگوئی پر صاد کر رہے ہیں جو ان الفاظ میں ہے کہ یقرؤن القرآن ولا یجاوز حلقومہم پھر اسی قرآن مجید کو اپنا ذریعہ معاش بنا رہے ہیں۔ اور کچھ عرصہ کے بعد تو یہ دستور ہو گیا کہ جسے دیکھا وہ اپاہج ہے لنگڑا لولا یا نابینا ہے یا کنبہ پر اسکی تربیت دوبھر ہے تو اسے قرآن مجید کے حفظ میں لگا دیا گویا قرآن یاد کرنا صرف ان لوگونکا کام رہ گیا جو ناکارے سمجھے جاتے

یہاں تک کہ حافظ اور نابینا مراد الفاظ ہو گئے مگر پھر بھی میرے نزدیک یہ دستور بہت مبارک تھا اب قوم کی بدقسمتی سے ایک ایسی جماعت پیدا ہو گئی ہے اور حالات بھی کچھ ایسے پیدا ہو گئے کہ جو قرآن مجید کو یاد کرنا ایک فضول کام سمجھتے ہیں یاد کرنا تو کجا بچپن میں پڑھانا بھی محض تضیع اوقات خیال کیا جاتا ہے اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ مسلمانوں میں عمل بالقرآن تو پہلے ہی سے اٹھ گیا ہے الا ماشاء اللہ اور علم بالقرآن بھی بہت کم ہے صرف قرآن مجید کے الفاظ کا پڑھنا پڑھانا جو رہ گیا ہے یہ بھی جاتا رہیگا اور وقال الرسول یارب ان قومی اتخذوا ھٰذا القراٰن مھجورا کا خون کے آنسو رلانیوالا زمانہ آجائیگا۔

پس

واقعات کی موجودہ صورت میں وہ قوم وہ پرجوش قوم جو روح القدس سے مؤید ہے جو امتہ قائمہ ہے جو شہداء علی الناس ہے جو اس بحر ضلالت میں اپنا بیڑا غرق کرنیوالوں کے لئے لائٹ ہوس ہے جو گم گشتگان راہ ہدایت کے لئے نجم الھدیٰ ہے اٹھے اور قرآن اپنے پیارے رحمٰن کے قرآن کی حفاظت کا فرض ادا کرے اس دنیا میں سلسلہ اسباب کا مسببات سے وابستہ ہی پس وہ قادر توانا انا لہ لحافظون کے وعدہ کو جو پورا کریگا تو آخر انسانوں کے ذریعے سے ہی کریگا میرے دل اخلاص سے معمور دل کی آرزو ہے کہ وہ انسان وہ پاک انسان وہ مطیع فرمان یزدان انسان ہم ہی ہوں اور کیوں نہ ہوں جب کہ خدانے اپنے دین کی خدمت کے لئے ہمیں چن لیا اپنے برگزیدہ نبی کی شناخت کی توفیق عطا کی جہاں اسنے یہ بندہ نوازیاں ہمپر فرمائیں میں اسکی رحمت و نوازش کے بھروسے پر کہہ سکتا ہوں کہ یہ خدمت بھی ہم ہی سے لیگا

کیوں نہ ایسا ہو کہ ہر ایک احمدی خاندان میں ایک بچہ حافظِ قرآن ہو پیارے بھائیو! یہ کوئی بڑی بات نہیں صرف عزم و ہمت درکار ہے آؤ ہم اپنے اپنے دلوں میں یہ عہد کرلیں کہ ہر روز تین آیات کم از کم یاد کرلیا کرینگے بظاہر یہ بہت معمولی بات معلوم ہوتی ہے مگر ایکدن آئیگا۔ کہ ہم میں سے ایک بہت بڑی جماعت قرآن مجید کے حفاظ کی پیدا ہو جائیگی میرے مخاطب صرف تعلیمیافتہ بھائی ہی نہیں بلکہ وہ عزیز بھی اس خطاب میں شامل ہیں جو خواندہ نہیں کیونکہ وہ کسی

پڑھے ہوئے بھائی سہی ایک آیت آدھی آیت ہر صبح سبق لیکر یاد کر سکتے ہیں اور یہ یاد کرنا انکے کسی کار منصبی میں انشاء اللہ حارج نہیں ہو سکتا ایک زمیندار ہل جوت رہا ہے جوتے گدی پر بیٹھا کنوآں چلا رہا ہے چلائے موچی جوتے جولاہا کپڑا بن رہا ہے درزی کپڑے سی رہا ہے انکے فرائض میں قرآن مجید کا حفظ حارج نہیں ہو سکتا بلکہ بعض اوقات دیکھا جاتا ہے کہ ایسے پیشہ ور لوگ دل بہلانے وقت گذارنے تنہائی کی وحشت دور کرنیکے لئے بیہودہ اور لغو گیت گاتے ہیں کیا اچھا ہو کہ کم از کم ہمارے احمدی زمیندار اور دوسرے اہل حرفہ ایسے اوقات میں قرآن مجید یاد کر لیا کریں زیادہ نہیں سہی تھوڑا ہی سہی۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ وہ کم از کم اتنی سورتیں تو یاد کر لیں جو نماز کی ہر ایک رکعت میں قل ھو اللہ ہی پڑھنے پر مجبور نہ ہوں بلکہ وہ ہر رکعت میں نئی نئی سورۃ پڑھ سکیں اور نماز تہجد میں ذوق شوق سے حصہ لے سکیں میں خیال کرتا ہوں کہ یہ خلاف سنت ورد وظائف مسلمانوں میں پھیلے ہیں انکی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ قرآن مجید کی طرف توجہ کم تھی دل میں شوق ہے اخلاص ہے دینی جوش ہے خدا کی محبت ہے تہجد کے لئے اٹھے ہیں اب سوائے ایک سورۃ کے اور کچھ یاد نہیں ۸ رکعتیں چند منٹوں میں ختم ہو گئیں اب بیٹھے سوچ رہے ہیں کیا کریں کوئی بزرگ مل گئے انھوں نے کہدیا کہ یا بدوح کی تسبیح آٹھ ہزار بار پڑھا کرو بس وہ شروع کر دی اور نہ جانا کہ دین و دنیا کو تباہ کر رہے ہیں کیا اچھا ہوتا کہ وہ صاحب اس فرصت میں قرآن مجید یاد کرتے بین العشائین جو وقت ہوتا ہے صبح کی نماز کے بعد دن چڑھنے تک جو فرصت بعض احباب کو ملتی ہے نماز کے انتظار میں جو وقت دینا پڑتا ہے اگر ان میں ہی یہ عزم کر لیا جاوے کہ قرآن مجید یاد کریں تو بہت کچھ ہو سکتا ہے۔

پھر ایک اور تجویز ہے کہ چند احباب ملکر قرآن مجید حفظ کرنیکا عہد کر لیں جیسا کہ یہاں بھی ایکدفعہ حضرت خلیفۃ المسیح نے بارہ دوستوں کو ہدایت کی کہ اڑھائی اڑھائی پارے وہ یاد کر لیں۔ اگر ہر جگہ کی احمدی جماعت یہ انتظام کر لے تو بھی قرآن مجید کے حفاظ کی ایک جماعت تیار ہو سکتی ہے اسی حفظ کے اہتمام کے ساتھ ہی میں علم تجوید و ترتیل و قرأت کی طرف بھی اپنے احباب کو توجہ دلاتا ہوں کیونکہ اس علم کے لئے ایک قوم نے افراط کی راہ اختیار کی تو دوسری نے تفریط کی ایک گروہ تو حروف

کے مخارج کی بحث میں یہاں تک منہمک ہوا کہ اصل مقصد ہی بھول گیا اور دوسرا گروہ تنا بیگانہ ہوا کہ اسکے افراد کو بھری محفل میں ایک آیت پڑھنی بھی دوبھر معلوم ہونے لگی لیکچر دے رہے ہیں جس وقت آیت پڑھنے کا موقعہ آیا تو سر کھجلانے لگے اور کہا صاحبان! میں کلام اللہ کی وہ آیت اسوقت کہ آپ بے وضو ہونگے پڑھکر اسکی بے ادبی نہیں کرنا چاہتا ہاں اسکا ترجمہ یہ ہے اور اگر ذرا ہمت کی اور پڑھ بھی دی تو آگے پیچھے سے کاٹ کر یا غلط ہی پڑھ دی ایسی کمزوریوں سے بچنے کے لئے بہت ضروری ہے کہ قرآن مجید کی اکثر تلاوت کیجائے اور کم ازکم یہ نقص یہ عیب ہماری جماعت کے افراد میں نہ ہو پھر جو پڑھیں صحیح پڑھیں اور اپنے بچوں کے لئے خصوصیت سے یہ فکر کرو کہ وہ قرآن مجید صحیح پڑھنا سیکھیں کیونکہ بچپن میں جن لوگوں نے قرآن نہیں پڑھا وہ خواہ کیسے ہوشیار ہوں پھر بھی پڑھنے میں غلطی کر جاتے ہیں غلطی نہ کریں تو ایسا تو ضرور پڑھینگے الا ماشاء اللہ جیسے کوئی نومسلم آخر میں اپنے دوستوں کو ایکبار پھر توجہ دلاکر خداوند علیم کی بارگاہ میں اپنے سر عجز رکھکر دعا کرتا ہوں کہ وہ ان مخلصانہ کلمات میں تاثیر کی روح ڈالدے اور میں عنقریب سن سکوں کہ مختلف علاقوں مختلف جماعتوں میں اسپر عمل شروع ہو گیا۔ واللہ الموفق

شیعہ مذہب

ناظرین کو معلوم ہے کہ تشحیذ میں ایک سلسلہ مضامین مذاہب دنیا کے عقاید کیمتعلق شروع ہے اسی سلسلہ میں یہ مضمون ہمارے دوست منشی خادم حسین صاحب نے لکھا ہے جو ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے امید ہے کہ دلچسپی سے پڑھا جائیگا اگر ہمارے شیعہ مہربان اس میں کوئی غلطی پائیں تو کافی ثبوت دینے پر ہم اسکی اصلاح کو تیار ہیں۔

تعریف۔ شیعہ عربی لفظ ہے جس کے معنی گروہ اور مددگار کے ہیں اصطلاح میں وہ گروہ جو اپنے آپکو حضرت علیؑ اور دوسرے گیارہ اماموں کے ہوا خواہ اور انکی احادیث اور تعلیموں کو رواج دینے کا مدعی ہے شیعوں کو رافضی بھی کہتے ہیں مگر اس نام سے شیعہ برا مناتے ہیں حالانکہ آئمہ کی احادیث میں آیا ہے کہ جب شکایت کیگئی تو انھوں نے فرمایا لوگ تمکو نہیں کہتے بلکہ خدا نے یہہ تمہارا نام رکھا ہے واللہ ماھم سمّوکم بل اللہ سمّاکم (فروع کافی کتاب الروضہ صـ۱۶)

اصول دین

شیعہ کا اصل اصول دین تو تقیہ ہے اور کتمان (چھپانا اپنے مذہب کا) لا ایمان لمن لا تقیہ لہ۔ ان تسعۃ اعشار الدین فی التقیۃ و لا دین لمن لا تقیۃ لہ (اصول کافی باب التقیہ) یعنی کوئی ایمان نہیں اس شخص کا جو تقیہ نہ کرے اور دین کے ۹/۱۰ میں سے ۹ حصہ تقیہ میں ہے اسی طرح ان اکرمکم عند اللہ اتقکم کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اعملکم بالتقیہ یعنی اکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ تقیہ پر عامل ہو تاہم شیعوں میں عام طور پر پانچ اصول دین ہیں اول توحید۔ دوم عدل سوم نبوت چہارم امامت پنجم قیامت (تحفۃ العوام) عدل اور امامت کے دو اصول قابل غور ہیں عدل کا استدلال آیت ان اللہ یامر بالعدل سے کرتے ہیں خدا جانے عدل کو جو صفات

الٰہیہ میں شیعہ نے خاص طور پر علیحدہ جتلا کر داخلِ اصول دین کیا ہے اسکا کیا باعث ہے اگر یہ صفت قدیم ہے تو پھر خلافت و امامت کے شکوے کیا معنی رکھتے ہیں اگر اسکا تعلق رجعت یا قیامت سے ہے تو بجائے عدل کے رجعت ہوتی تو بہتر تھا یا قیامت ہی کافی تھی۔ اور پھر اس آیت کیساتھ ہی جو یامر بالعدل و الاحسان وایتائ ذالقربیٰ ہے تعجب ہے کہ ایسی عالمگیر صفات اور احکام کو کیوں چھوڑ دیا گیا۔

امامت کا استدلال اولی الامر منکم سے کیا جاتا ہے لیکن وان تنازعتم سے یہ بھی متنازعہ ہوجاتا ہے غرض ایمان بالملائکہ اور ایمان بالکتب کے اصولوں کی جگہ عدل اور امامت کو داخل کرنے میں واضعانِ اصول نے دوراندیشی نہیں کی ہے۔ **فروع دین** علاوہ اصول خمسہ مذکورہ بالا کے فروع دین حسب ذیل ہیں اول نماز دوم روزہ ماہ رمضان سوم زکوٰۃ چہارم خمس پنجم حج ششم جہاد۔

تحفۃ العوام میں لکھا ہے کہ دراصل تو فروع یہی چھ تھے لیکن ایک مجتہد عراق سرکار مرزا محمد حسین صاحب شیرازی نے چار فروع اور بھی اضافہ فرمائے ہیں امر بالمعروف نہی عن المنکر تولا (دوستی اہلبیت و دوستان اہلبیت) اور تبرا (بیزاری دشمنان اہلبیت اور اونکے دوستوں سے)

تشریح۔ شیعوں کی کتابوں میں علاوہ فرائض کے سنت و نوافل و نماز تہجد کی بھی سخت تاکید بھی ہے لیکن افسوس ہے کہ ہمارے ملک کے شیعہ صرف فرائض پر ہی اکتفا کرتے ہیں بلکہ عام تو کہتے ہیں نماز خدا کی ہے رسول کی نہیں پھر سنت والی نماز کی کیا ضرورت ہے اسی طرح پانچوقتوں کی پابندی کے احکام موجود ہیں لیکن شیعہ ظہر و عصر اور مغرب اور عشاء کو ہمیشہ ہر حالت میں بلاعذر جمع کرکے پڑھتے ہیں اور خدا نے فرمایا ہے کہ میری عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو "ولا یشرك بعبادۃ ربہ احداً" دوسری جگہ فرمایا ہے مخلصین لہ الدین لیکن خاک شفا کی ٹکیہ کے بغیر سجدہ نہیں کرتے پھر شیعہ کی مساجد اول تو کم ہیں جو ہیں وہ بھی اکثر غیر آباد ہیں البتہ امام باڑوں میں خوب چہل پہل رہتی ہے نماز باجماعت اور نماز جمعہ کی سعادت سے بھی عام شیعہ محروم ہیں حالانکہ وارکعوا مع الراکعین اور سورہ جمعہ میں فاسعوا الی ذکر اللہ قرآن میں موجود ہے۔ اسی طرح روزہ اور زکواۃ دینے کی بھی ان کی

کتابوں میں نخت تاکید ہے لیکن انکی جگہ افسوس ہے کہ عشرہ محرم کے فاقوں اور زرسین سیلیوں اور پلاؤں زردہ کی دیگوں نے لے رکھی ہیں خمس بھی برائے نام ہے جبلی صورتیں اور عمدر آمد شاذونادر ہیں حج بیت اللہ شریف کے اشتیاق کو اماموں کے مزارات کی کشش نے ادہورا کر دیا ہے اس کشش کا باعث وہ روایات ہیں جو فضائل زیارات نجف اشرف و کربلائے معلی میں ائمہ سے منقول ہیں مثال کے طور پر زیارت کربلا کی ایک حدیث ہے من زار قبر ابی عبداللہ الحسین لبشط الفرات کان کمن زار اللہ فوق عرشہ ناسخ التواریخ جلد ششم کتاب دویم صفحہ ۴۴۳۔

جہاد کے فضائل کے متعلق بھی حدیثوں کی کتابیں بھری پڑی ہیں لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ نعمت بھی شیعوں کو کبھی نصیب نہیں ہوئی زیادہ سے زیادہ جنگ جمل صفین کربلا کے معرکوں کو پیش کیا جاتا ہے لیکن کہاں رسول صلعم اور خلفائے راشدین رضؓ کے جہاد جو کفار اور منکران اسلام کے مقابلہ میں ہوتے تھے اور کہاں یہ مسلمانوں کے باہمی تنازعات اور خانہ جنگیاں

پھر جس حال میں کہ تقیہ کرتے اور دین کو چھپانے کی فضیلت اور ثواب بیشمار بتلائے گئے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تعمیل بھی برائے نام ہے باقی رہا تولا اور تبرا۔ تولائے اہلبیت میں شیعوں نے یہانتک غلو کیا ہے کہ عیسائیوں کو تولائے مسیح میں مات کر دیا ورنہ شیعہ خوب جانتے ہیں کہ کسی مسلمان کو اہلبیت رسول صلعم کیساتھ سوائے خوارج کے جو شیعوں سے ہی نکلے ہوئے ہیں بغض و عداوت نہیں۔

یہ دوسری بات ہے کہ جس طرح عیسائی سب مسلمانوں کو حضرت مسیح کا محب نہیں جانتے اور نہ باور کرتے ہیں اسی طرح شیعہ صاحبان بھی دوسرے مسلمانوں کے محب اہلبیت رسول ہونے پر اعتبار کریں یا نہ محبت علیؑ میں اعتدال کو قائم رکھنے یا اس میں غلو کرنے کے متعلق آنحضرت صلعم کی ایک حدیث خوب فیصلہ کرتی ہے جو کتاب حیوٰۃ القلوب کی جلد اول میں اور اسی طرح تفسیر صافی میں میری نظر سے گزری اس میں آنحضرت نے حضرت علی کو مثیل مسیح فرما کر صاف طور پر فرمایا ہے

کہ ان دونوں کی محبت میں غلو کرنیوالے ہلاک ہوئے اور اسی طرح اُن سے بغض رکھنے میں غلو کرنے والے بھی لیکن ایک تیسرا گروہ ہے جو اعتدال و اقتصاد کو قائم رکھنے والا ہے پس وہی جنتی ہے

تبرا سے مراد دشمنانِ اہلبیت سے بیزاری ہے اور اس میں دوسرے مسلمان بھی شامل ہیں لیکن اسکا پہلے فیصلہ ہونا ضروری ہے کہ در اصل دشمنانِ اہلبیت کون ہیں معزز ناظرین کو یاد ہے کہ یہی تبرا بازی جس کے باعث شیعہ سب مسلمانوں میں انگشت نما ہو رہے ہیں وہ در اصل نہ داخلِ اصول ہے نہ داخل فروع صرف ایک مجتہد صاحب شیعہ نے اسکو اپنی رائے سے داخل فروعِ دین کر دیا ہے اور اسی پر شیعہ صاحبان زیادہ تر مائل و عامل ہیں جس طریق سے شیعہ تبرا بازی کرتے ہیں اول تو اسکا جواز کتب شیعہ سے ثابت ہی نہیں کیونکہ تبرا کا تعلق دل سے ہے دوسرے زبان سے اسکا استعمال کرنا تقیہ اور کتمان کی پابندی کے بھی خلاف ہے قاضی نور اللہ صاحب شوستری فرماتے ہیں مفہوم تشیع آنست کہ در صد صحیفہ معلوم شد و سب و لعن در او معتبر نیست میگنجد کہ نام خلفائے ثلث مطلقاً بر زبان شیعہ جاری نشود و لعن ایشان واجب نیست اگر جاہلان شیعہ حکم وجوب لعن کنند سخن ایشان معتبر نیست چنانچہ جاہلاں اہلسنت حکم بہ وجوب تولّٰی شیعہ میکنند" اسکے بعد حضرت عائشہ پر بوجہ جنگ کرنیکے ساتھ حضرت علی کے لعن کرنے کے بارہ میں لکھا ہے "لعن او از برائے حرب نہ باید کرد" مجالس المومنین مطبوعہ ایران صہ ۴۸

دوازدہ امام کے نام۔ حضرت علیؑ۔ حضرت امام حسنؑ۔ حضرت امام حسینؑ۔ حضرت امام زین العابدینؑ حضرت امام محمد باقرؑ۔ حضرت امام جعفر صادقؑ۔ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ۔ حضرت امام رضاؑ۔ حضرت امام محمد تقیؑ۔ حضرت امام محمد نقیؑ۔ حضرت امام حسن العسکریؑ۔ حضرت امام محمد مہدیؑ جنکی پیدائش ۲۵۵ھ یا ۲۵۶ھ میں ہوئی یہی دوازدہ امام ہیں جنکی محبت میں شیعوں نے بیحد افراط تفریط کی ہے اور انہی اماموں کا ایک خاص مذہب قرار دیکر اسکی پابندی کا دعویٰ کرتے ہیں انکا دعوےٰ ہے کہ خداوند کریم نے حضرت علیؓ اور دوسرے اماموں کے نور کو دوسرے مخلوق سے ہزاروں برس پہلے پیدا کیا تھا اور عالم ارواح میں انکی امامت کا اقرار لیا تھا کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔ مگر

انکی امامت کی تبلیغ بھی اُسکے ذمہ تھی۔ تمام گذشتہ اور آیندہ کے واقعات کا انکو علم ہوتا ہے تمام انبیاء کے تبرکات مثل عصائے موسیٰ تابوت سکینہ انگشتری سلیمان اور حضرت شعیب کی ترازو انکے پاس ہیں انکو اسم اعظم یاد ہے جس کے ۷۳ حروف ہیں تمام انبیاء کے معجزات انہی حروف کی برکت سے ہوئے منجملہ حضرت عیسیٰ کو صرف دو حرف یاد تھے اور وہ کرتے تھے جو کرتے تھے تمام صحف انبیاء میں انکے نام اور فضائل مندرج تھے تمام زمین انکی ملکیت ہے تمام موجودات پر انکا تصرف ہے موت پر بھی انکو اختیار ہے جب چاہیں مرتے ہیں جب نہ چاہیں نہیں مرتے ہیں زمین کا قیام ان ہی کے دم قدم سے ہے بادلوں پر بھی انکو تصرف ہے اُن پر سوار ہو کر جہاں چاہیں زمین و آسمان اور ہوا میں سیر کر سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ جنکی تفصیل موجب طوالت ہے لیکن چونکہ یہ سب عقاید اختراعی ہیں اور قرآن و سنت سے اسکا پتہ لگانا مشکل ہے اسواسطے شیعوں نے ان انوکھی تعلیموں کے ماخذ بھی وسیع بیان فرمائے ہیں مثلاً اول قرآن اصول کافی باب فضل القرآن میں لکھا ہے کہ وہ قرآن جو محمد صلعم پر جبریل لائے تھے اسکی سترہ ہزار آیتیں تھیں صافی شرح کافی میں اسکی تائید میں لکھا ہے کہ شیخین جیسے جامعانِ قرآن سے کچھ عجب نہیں کہ انھوں نے بہت سا حصہ قرآن کا ساقط کر دیا ہو۔

دوم۔ کتاب جامعہ ہے جو ایک صحیفہ ہے جو ستر گز لمبا ہے مطابق رسول صلعم کے گز کے حضرت صلعم کے املا سے اسکو حضرت علی نے اپنے قلم سے لکھا۔

سوم۔ جفر جو ایک چمڑے کا صندوق تھا اور اس میں تمام انبیائے سابق کے صحیفے توریت انجیل زبور وغیرہ اصلی زبانوں میں محفوظ ہیں اور امام چونکہ سب زبانوں سے واقف ہوتے ہیں اسواسطے سب کتابوں کو بلا دقت پڑھ سکتے تھے۔

چہارم۔ مصحف فاطمہ۔ جو وحی جبریل بعد وفات آنحضرت صلعم کے حضرت فاطمہ پر نازل کرتے تھے اور حضرت علیؑ اسکو لکھتے رہتے تھے قرآن مروجہ سے تین گنا اسکی ضخامت ہے اور اس قرآن کا اس میں ایک حرف بھی نہیں ہے اگرچہ مذکورہ بالا کتابوں اور صندوقوں کو کبھی کسی نے نہ دیکھا نہ کسی نے

دکھایا تاہم اُنکا ذکر اصول کافی میں ایک مستقل باب میں مندرج ہے۔

شیعوں کے فرقے عام لوگوں کا خیال ہے کہ شیعہ صرف ایک گروہ ہے لیکن ایسا نہیں ہے شیعوں کے بہت سے فرقے ہیں جن میں سے چند ایک کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

اوّل غلاۃ یعنی غالی شیعہ جنھوں نے حضرت علی کو خدا بنایا اس گروہ کا بانی عبداللہ بن سبا ہے اسی گروہ کا دوسرا نام نصیری بھی ہے (دیکھو ارشادیہ شرح اعتقادیہ)

دوم مفوضہ اسکا بانی ابن سبا کا بیٹا ہے انکا اعتقاد یہ تھا کہ حضرت علیؑ خود تو خدا نہیں لیکن خدا کی خدائی کا منتظم ضرور ہے تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی آج بظاہر کوئی شیعہ غلاۃ و مفوضہ نہیں ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ انکی تعلیم کا اثر ابتک عالمگیر اور عام شیعوں کے زبان زد ہے (ارشاد شرح)

سوم کیسانیہ اسکا سرگروہ مختار ثقفی ہے جس نے حضرت امام حسینؑ کا انتقام ابن زیاد وغیرہ سے لیا تھا ابراہیم بن مالک اشتر اسکا نائب تھا انھوں نے حضرت محمد بن حنفیہ کو جو حضرت علیؑ کے صاحبزادے اور بعد شہادت امام حسینؑ زندہ تھے امام زین العابدین کی امامت کی پروا نہ کرکے امام بنا لیا تھا حضرت علیؑ اور حسینؑ کی وفات کے بعد جلدی ہی اس گروہ کا پیدا ہوجانا اور امام زین العابدین علیہ السلام کو امام مفترض الطاعۃ نہ ماننا اثنا عشری شیعوں کے عقاید متعلقہ نص امامت دوازدہ امام پر بہت کچھ روشنی ڈالتا ہے۔

محمد حنفیہ کے متعلق کیسانیوں کا اعتقاد ہے کہ وہ کوہ رضوی میں غائب ہوگئے اور وہی مہدی موعود ہیں اور قیامت سے پہلے کسی وقت خروج کرینگے (مجالس المومنین ص۱۸)

چہارم زیدیہ جو حضرت امام زین العابدین کے صاحبزادے زید سے منسوب ہوئے انھوں نے اپنے بھائی امام محمد باقر کو امام مفترض الطاعۃ نہ مانا اور برخلاف بنی امیہ کے خروج فرمایا انکا اعتقاد ہے کہ امام بنی فاطمہ سے ہونا چاہئے اور وہ صاحب شمشیر و جہاد ہو اسوقت بھی ملک یمن (عرب) میں ہزاروں زیدیہ شیعہ موجود ہیں اور امام یحییٰ کو امام زمان مانتے ہیں یہ ایسے بہادر اور دلاور ہیں کہ کئی سالوں تک ترکوں سے مقابلہ کرتے رہے ہیں لیکن قومی ہمدردی میں بھی بینظیر ہیں آجکل

جبکہ جنگ طرابلس برخلاف طالیہ چھڑی ہوئی ہے تو امام یحیٰی نے اپنے مریدونکی ہزارہا تعداد ترکونکی امداد کے لئے مسلح کر کے حاضر کر دی ہے

اسمٰعیلیہ جنکا دوسرا نام شش امامیہ بھی ہے اسمٰعیل بن امام جعفر صادقؓ کو آخری امام جانتے تھے اور حضرت صادقؓ سے بعد کے اماموں کو امام نہیں جانتے تھے خلفاے اسمٰعیلیہ نے مصر میں سینکڑوں برس حکمرانی کی ہے باطنیہ بھی اسی گروہ کی ایک شاخ ہے سر آغاخان صاحب بالقابہ مشہور ہمرد قوم بھی اسی سے تعلق رکھتے ہیں۔

باقی فرقوں کا حال بخوف طوالت نہیں لکھا جاتا مختصر یہ ہے کہ تقریبًا ہر ایک امام کے ساتھ ایک نہ ایک گروہ منسوب ہے اور ہر ایک اپنے ہی امام کو مہدیٔ موعود مانتا ہے اور اسکے قبل از قیامت ظہور فرمانیکا مدعی ہے۔

اثنا عشریہ۔ عام شیعہ جو ہند و پنجاب و ایران میں پائے جاتے ہیں اثنا عشریہ کہلاتے ہیں انکا اعتقاد ہے کہ درحقیقت بارہویں امام محمد بن حسن العسکری ہی مہدیٔ موعود تھے جو ۲۵۶ھ میں پیدا ہوئے اور چار پانچ سال کی عمر میں ہی غایب ہو گئے اور ابتک کہ سنہ ۱۳۳۰ھ شروع ہوا ہے بدستور زندہ اور غائب ہیں وجہ یہ تبلائی جاتی ہے کہ دشمنوں کے خوف سے اور شیعوں کی عدم نصرت کے باعث غائب ہیں اور وہی امام الزمان ہیں۔ شیعہ اپنے آپکو امامیہ بھی کہتے ہیں کیونکہ بارہ کے بارہ اماموں کو مانتے ہیں اور جعفری بھی کہلاتے ہیں کیونکہ امام جعفر صادق نے ہی خاص طور پر احادیث اور تعلیم ائمہ کو پھیلایا یہی وجہ ہے کہ شیعہ کی احادیث کی کتابوں میں سے کوئی بھی تیسری صدی سے ماقبل کی نہیں بلکہ وہ حدیث کی کتابیں پانچویں صدی کی ہیں جیسے کہ آگے ذکر آئیگا جمع احادیث کے لئے اسقدر طویل مدت اور کافی مہلت کے بعد بھی افسوس ہے کہ انمیں سیسیوں اختلاف باقی رہ گئے ہیں ائمہ کرام کی اصلی تعلیم کو بہت سے عجائب و غرائب عقائد کی رنگ آمیزی سے بالکل مخلوط کر دیا گیا صحابہ کرام کے تشنیعہ۔ مطاعن کا یہ وبال پڑ گیا کہ ائمہ اہلبیت کی امامت بھی دبدھا میں پڑ گئی۔

شیعہ اثنا عشریہ کے نزدیک نہ صرف اہلسنت ہی گمراہ اور اہل بدعت ہیں بلکہ سوائے اپنے گروہ کے دوسرے تمام شیعہ فرقوں کو جوان سے قدیم ہیں گمراہ بلکہ کافر جانتے ہیں ؎

نازم کہ از رقیباں دامن کشاں گذشتی ؛ گو مشت خاک ماہم برباد رفتہ باشد

انکا اعتقاد ہے کہ حضرت مہدی قیامت سے پہلے ضرور ظہور فرماوینگے اور گو آجکل کے شیعہ کان نہ دھریں مگر قاضی نور اللہ شوستری اور ملا باقر مجلسی کے زمانہ تک شیعوں کا اعتقاد تھا کہ امام ایک مستقل خطہ میں معہ اولاد و اصحاب و افواج سکونت پذیر ہیں اس خطہ کا نام ناجیہ مقدسہ ہے زمانہ ظہور امام کو رجعت کا زمانہ کہتے ہیں رجعت کیوقت لکھا ہے کہ مہدی کے ساتھ خود رسول صلعم اور جناب علیؓ اور امام حسینؓ اور اصحاب کہف اور دیگر انبیاء اور امام دوبارہ پیدا ہونگے اور امام کے ہمرکاب ہونگے بلکہ ملا باقر مجلسی نے حق الیقین میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے حضرت محمدؐ ہی مہدی کے ہاتھ پر بیعت کرینگے دوسری روایت میں ہے کہ جبریل اول المبایعین ہونگے۔ ناسخ التواریخ میں ہمنے دیکھا تھا جہاں مؤرخ موصوف لکھتے ہیں کہ

شیعہ کا مسلمہ عقیدہ ہے کہ ائمہ اہلبیت اولوالعزم پیغمبروں سے بھی افضل ہیں چنانچہ اصل الفاظ مطالب

مذکورہ کے یہ ہیں "زیرا کہ علمائے امامیہ آئمہ اثنا عشریہ را از پیغمبران اولی العزم فاضلتر دانند" (ناسخ جلد کتاب دوم صہ۴۷) تو مینے تعجب کیا تھا کہ بھلا کہیں ایسا ہو سکتا ہے کہ امام جو نائبان انبیاء ہوتے ہیں وہ اُن سے کسطرح افضل ہو سکتے ہیں مگر جب حق الیقین میں یہ دیکھا کہ حضرت صلعم سب سے پہلے مہدیؑ کی بیعت کرینگے تو پھر میرا وہ تعجب جاتا رہا رجعت کا عقیدہ ایسا ضروری ہے کہ جو شیعہ اسکو برحق نہ مانے وہ شیعہ ہو ہی نہیں سکتا اور اسی طرح متعہ پر ایمان نہ لانے سے بھی اماموں کا یہ عتاب وارد ہوتا ہے چنانچہ مشہور حدیث ہے لیس منا من لم یومن برجعتنا (حق الیقین) رجعت کیوقت حضرت مہدی مشارق و مغارب عالم کو فتح کرینگے جناب علیؓ کا جمع کیا ہوا قرآن جو انکے پاس دست بدست پہنچا اور محفوظ ہے اسکو شائع کرینگے کعبہ بھی موجودہ بنیادوں سے گرا کر اصل ابراہیمی بنیاد پر تعمیر کرینگے صحیفہ جفر مصحف فاطمہ کے علاوہ تبرکات انبیاء، عصائے موسیٰ انگشتر سلیمان اور حضرت صلعم کے سلاح (ہتھیار) بلکہ آنحضرت صلعم کے جانور دُلدل اونٹنی گدھا وغیرہ سب انکے پاس ہونگے اور

یہی انکے مہدی موعود ہونیکی دلیل ہوگی (غایت المقصود علامہ حائری لاہوری وغیرہ) آل محمد اسی ہزار سال تک دنیا میں سلطنت کریگی حضرت علیؑ چوالیس ہزار سال سلطنت کرینگے حضرت امام حسینؑ اسقدر مدت دراز تک سلطنت کرینگے کہ بھوؤں کے بال منہ پر آکر پڑینگے وغیرہ وغیرہ (حق الیقین باب دربیان رجعت) امام حسینؑ کو انسان کبیر مانتے ہیں اور انکی شہادت کو کفارہ امت آجکل سب اصول وفروع سے زیادہ تعزیہ داری امام حسینؑ پر زیادہ زور دیا جاتا ہے غم حسینؑ میں ایک آنسو بہانا بھی موجب نجات مانا جاتا ہے لیکن مرثیہ خوانوں نے اس میں وہ وہ بدعات پیدا کئے کہ ایران کے ایک شیعہ عالم کو ایک خاص کتاب لکھنی پڑی جسکا نام لؤلؤ والمرجان ہے

کتب احادیث شیعہ۔ حدیث شیعہ کی کتابیں چار ہیں اول اصول کافی وفروع کافی از شیخ محمد بن یعقوب کلینی رازی متوفی ۳۲۹ھ اس کتاب کو حضرت مہدیؑ کے ملاحظہ کا شرف بھی حاصل ہوچکا ہے دوم من لا یحضرہ الفقیہ از شیخ ابوجعفر ابن بابویہ قمی متوفی ۳۸۱ھ سوم تہذیب الاحکام اور چہارم استبصار ہر دو از شیخ محقق ابوجعفر طوسی صاحب کتاب الفہرست طوسی متوفی ۴۶۰ھ سوائے تہذیب کے باقی کتابیں لکھنؤ سے ہی ملسکتی ہیں۔

تفاسیر۔ تفسیر امام حسن عسکری نام کو تو امام کی تفسیر ہے لیکن محققین کو اس سے بھی پورا اطمینان نہیں تفسیر علی بن ابراہیم قمی استاد کلینی۔ تفسیر مجمع البیان طبرسی تفسیر صافی وغیرہ مشہور ہیں سوائے مجمع البیان کے باقی تین تفاسیر کو مینے چیدہ چیدہ مقامات سے مطالعہ کیا ہوا ہے۔

نہج البلاغۃ۔ نہایت مشہور کتاب ہے سید شریف رضی متوفی ۴۰۶ھ نے مرتب کی اس میں بہت سے خطبات ومراسلات ہیں جو حضرت علیؑ سے منسوب ہیں۔

مشہور علمائے شیعہ اور مصنفین۔ علاوہ جامعان کتب احادیث کے جنکا نام اوپر لکھا گیا ہے اور جنکی تصانیف کا عام چرچا ہے۔ شیخ مفید صاحب اور شیخ طبرسی سید شریف المرتضی علم الہدیٰ وسید رضی تینوں صاحبان شاگردان رشید شیخ مفید سے ہیں۔ حیدر آملی علامہ مطہر حلی سید ابن طاؤس قاضی نور اللہ شوستری ملا عبد الرزاق لاہجی ملا محمد باقر مجلسی ایران وہندوستان میں سب سے زیادہ ملا باقر مجلسی کی تصانیف عام ہیں۔ مشہور نزدیک ودور ہیں سوائے تاریخ اسلام کے دیگر

علوم میں شیعونکی تصانیف بکثرت ہیں۔

دیگر حالات۔ تمام شیعیان اثنا عشریہ پر اپنے اپنے علاقہ کے مجتہدونکی تقلید لازمی ہے سب سے بڑے مجتہد نجف اشرف میں ہیں لکھنؤ کے مجتہدوں میں سے قبلہ سید ناصر حسینؒ و قبلہ سید نجم الحسنؒ صاحب اور پنجاب میں سید علی حائری صاحب مشہور ہیں ایک مجتہد فوت ہو جاتا ہے تو اسکے فتاوی کا اثر بھی مفقود ہو جاتا ہے اور نئے مجتہد کی تقلید لازمی ہو جاتی ہے سب مجتہد اپنے آپکو حضرت امام غائب مہدیؑ کے نائب اور باضابطہ قایمقام جانتے ہیں اثنا عشریوں میں دو اور فرقے بھی ہیں ایک اخباری جو مقلد ہیں اپنے مجتہدوں کے جو ہر قسم کی روایات و احادیث کو بلا تامل مانتے ہیں دوسرے اصولی جو پابند اجتہاد مجتہدین نہیں ہیں ہمارے ملک کے شیعہ عام طور پر تو اخباری نہیں لیکن بحث کے وقت اعتراضات سے بچنے کے لئے اصولی بنجاتے ہیں ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ ایران کے شیعوں سے ایک جدید فرقہ پیدا ہوا ہے جسکو بہائی یا بابی کہتے ہیں انکے بانی بہاء اللہ باب اور محمد علی بابی ہوئے ہیں انھوں نے رسول صلعم کے خاتم النبیین ہونے سے انکار کر کے بانی فرقہ کو خاتم مانا ہے اور اسی طرح قرآن مجید کو بھی منسوخ قرار دیکر ایک کتاب البیان کو ناسخ الکتب السابقہ تسلیم کر لیا ہے۔ چونکہ مضمون ہذا اصل اندازہ سے زیادہ ہوتا جاتا ہے اسواسطے سردست اسی مختصر پر اکتفا کرتا ہوں و السلام علی من اتبع الہدیٰ۔ (خاکسار خادم حسین خادم بھیروی)

تنبیہ السفیہ

فاضل احسن سلمہ ذوالمنن سیدنا مسیح موعود کے ان برگزیدہ اصحاب میں سے ہیں جنہوں نے خدا کے نبی کی ساعۃ العسرۃ میں نصرت کی اور پھر اپنی علمی تصانیف سے جو قابل قدر امداد سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کرتے رہے وہ اظہر من الشمس ہے اب بوجہ ضعف و پیری اور اسکے لوازمات کے آپ بہت کم لکھ پڑھ سکتے ہیں مگر تاہم اس جوان ہمت بزرگ نے پسند نہیں فرمایا کہ وہ دین حق کی خدمت سے اپنے آرام کیخاطر باز رہے اسلئے جب کبھی موقعہ ملتا ہے آپ اپنی نکات معرفت سے مشتاقان بادہ روحانی کے لئے غذائے روح مہیا کرنے میں دریغ نہیں فرماتے حال میں آپ نے حضرتؑ کے اس کشف کی تعبیر دلپذیر فرمائی ہے جو براہین احمدیہ میں مندرج ہے اور جس پر ایک شخص نے بوجہ اپنی کم علمی یا خلل دماغ کے ٹھوکر کھائی ہے اس مضمون کو آپ کے ایک مستفیض قاضی سید آل محمد صاحب نے لکھا ہے جو امید ہے ناظرین دلچسپی سے پڑھینگے۔

بخدمت مولوی عبد اللہ صاحب تیما پوری ھداہ اللہ تعالیٰ الی صراط المستقیم والسلام علی من اتبع الھدیٰ آپکے تین رسالے بنام جناب مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل آئے مولوی صاحب موصوف نے فرمایا کہ ہمکو ان خوابہائے پریشان و مکاشفہائے بے معنی کے جواب دینے کی ضرورت نہیں ہوئی ہے کشف اور الفش کن بر سر بزن ہاں تم جواب مختصر تحریر کرکے مولوی عبد اللہ کو روانہ کردو ہم تضیع اوقات نہیں کرتے ناچار فدوی نے جواب آپکے ہر سہ رسالوں کا کلی طور پر مختصر تحریر کرکے خدمت میں ارسال کیا ہے مولوی صاحب عرض یہ ہے کہ آپکا رسالہ جو قمر گلبرگہ ہے اس میں تو آپ نے حضرت اقدسؑ کے دعاوی مذکورہ کو کمال انشراح قلب سے قبول و منظور فرمایا ہے مگر بعض مضامین میں سخت غلطی کی ہے لیکن جو دو رسالے دیگر آپکے ہیں ان میں جو آپنے دعویٰ مہدویت و مسیحیت و قدرت ثانی کا ادعا فرمایا ہے کوئی ثبوت اور دلیل اپنی دعاوی پر قائم نہیں کی

مولویصاحب اگر دعوٰی مہدویت آپکا صحیح ہوتا تو جس وقت حضرت اقدس نے دعوٰی کیا تھا اُسی وقت آپ کو مناسب تہا کہ آپ بھی دعوٰی مہدویت کرتے تو فیصلہ قطعی ہو جاتا کہ کون مہدی وقت ہے جیسا کر چراغ الدین جمونی اور عصائے موسٰی اور چراغ الدین مدراسی اور فقیر مرزا وغیرہ وغیرہ کا حضرت اقدسؑ کی حیات میں ہی فیصلہ ہو گیا اب جبکہ لاکھوں آدمیوں نے حضرت اقدس کو مہدی موعود قبول کر لیا اور دلائل بینہ اور نشانات قطعیہ بھی دعوٰی کے دیکھ لئے تو اب کیونکر آپکے دعونی قدرت ثانی و امامت کو بلادلیل و بغیر ثبوت آپکی ایسے اضغاث احلام کے ذریعہ سے قبول کر سکتے ہیں کلا و حاشا خصوصًا جبکہ آپکے بعض مضامین حضرت اقدس کے الہامات سے مخالف ہیں اور یاد رہے کہ الہام کسی شخص کا بغیر ثبوت اُسکی صداقت کے کسی پر حجت نہیں ہو سکتا دوسرے یہ کہ اب بعد وفات حضرت اقدس کے ایسے دعوٰی کہ جسکا ثبوت آپ سوائے اپنی خوابہائے پریشان و مکاشفات بلا ثبوت کے کچھ پیش نہیں کر سکتے ہیں کیونکر کوئی قبول کرے اب آپکو اس مثل پر عمل کرنا چاہیئے مشتیکہ بعد از جنگ یاد آید برکلۂ خود باید زد اگر آپکو قدرت ثانی کا دعوٰی ہے تو یہ دعوٰی صرف آپ پر کسی طرح سرسبز ہی نہیں ہو سکتا اسلئے کہ دعوٰی انحصار قدرت ثانی کا خاص ایک شخص کے وجود میں سرتاپا محض غلط ہے کیونکہ حضرت اقدس اس قدرت ثانی کی نسبت رسالہ الوصیت میں یہ ارشاد فرماتے ہیں جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دونگا۔ الی قولہٖ اور میری بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے پھر آگے ارشاد فرماتے ہیں۔ اور چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں انتہٰی کلامہ علیہ السلام حضرت اقدسؑ کے اس الہام و بیان سے بخوبی ثابت ہے کہ صرف جو لوگ پیرو کامل حضرت اقدسؑ کے ہونگے وہی قیامت تک مخالفین پر غالب ہونگے کما فی الالہام یا عیسٰی انی متوفیك ورافعك الي ومطهرك من الذين كفروا وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا الٰی یوم القیامۃ۔ پس صرف متبعین کاملین ہی مظہر کامل قدرت ثانی کے ہو سکتے ہیں۔ اور

چونکہ صیغہ جمع کا ہر جگہ پر ہے اسلئے انحصار قدرت ثانی کا ایک شخص واحد عبداللہ میں کیونکر ہو سکتا ہے
خصوصاً جبکہ یہ شخص حضرت اقدس پر بھی امام ہونیکا دعویٰ کرتا ہے اور اپنے تئیں متبوع اور مقتدا ہونیکا
مدعی ہے ؎ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا اگر تھوڑی دیر کے لئے انحصار قدرت ثانی کا ایک
شخص واحد عبداللہ میں تسلیم کر لیا جاوے اور کل افراد جماعت سے قطع نظر کیجاوے تو یہ عرض ہے
کہ اول آپ جبتک مخالفین اسلام پر اپنا ثبوت پیش کر کر انکو جماعت احمدیہ میں نہ داخل فرمائینگے اور
نیز مخالفین اندرونی سلسلہ احمدیہ کو کہ جو حضرت اقدس کی تحقیر و تذلیل میں معروف ہو کر جماعت احمدیہ
کا دل دکھا رہے ہیں آپ انکو جماعت احمدیہ میں اپنی قدرت ثانی کی قوت سے داخل نہ فرمائیں یا انکو
حجت قاہرہ سے ہلاک نہ فرمائیں تب تک آپ قدرت ثانیہ کا بھی ثبوت نہیں دے سکتے مگر آپ الٹا انکا
ساتھ دیتے ہیں کیونکہ حضرت اقدس نے تو قدرت اول کے ذریعہ سے کل مخالفین پر اتمام حجت فرما ہی
دیا ہے کما فی الالہام وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین وغیرہ وغیرہ اب ایک شخص مدعی قدرت ثانی
سے انکا ادخال اسلام میں ہونا ضروری ہے ہاں صرف آپکے دعویٰ بلا ثبوت سے جماعت احمدیہ میں عوام
لوگوں کے شکوک کا احتمال ہے لیکن مثل آپکے اور آپکے ہمخیالوں کے ایک فرقہ انارکسٹ خلافت صدیقی
سے لیکر ابتک موجود ہے ہمکو اسکی کچھ پروا نہیں چنانچہ مثل فرقہ مذکورہ کے آپنے حضرت خلیفۃ المسیحؑ کو خلافت
سے اپنے زعم فاسد میں معزول قرار دیا ہے اور پھر اپنے دعویٰ مہدویت کا کوئی ثبوت نہیں دیا اور نہ کوئی
دلیل مبین کی حضرت اقدس نے اپنے مہدی موعود ہونیکے اسقدر دلائل بینہ دئے ہیں کہ ہم لوگ دعووں
کے قبول کرنے میں مجبور ہو گئے نشانات آسمانی و زمینی کا اسقدر ثبوت دیا کہ بجز قبول کرنے دعویٰ مہدویت
و مسیحیت کے کوئی مفر نظر نہ آیا حضرت اقدسؑ دلائل بینہ سے مسیح و مہدی کا انحصار صرف اپنے وجود میں
ہمیشہ فرماتے رہے کبھی کسی تحریر و تقریر میں یہ نہ فرمایا کہ مسیح و مہدی دو شخص ہیں اور لا مہدی الا
عیسٰے ابن مریم حدیث شریف رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ؎ اسکی شاہد ناطق ہے جسکے معنی آپ

؎ مسند احمد جلد نمبر ۲ صفحہ ۴۱۱ میں یہ حدیث موجود ہے عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال یوشک من عاش منکم ان یلقی عیسی ابن مریم اماما مھدیا وحکما عدلا فیکسر الصلیب

بالکل نہیں سمجھی اگر چاہو تو ہم سمجھا سکتے ہیں علاوہ اسکے آپ کے رسالوں کی عبارت ایسی بے ربط و بے ضبط ہے کہ فصاحت و بلاغت کو جواب صاف دے رہی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وایدناہ بروح القدس حضرت اقدسؑ کی کتابیں اردو و فارسی و عربی میں جو تحریر فرمائی گئیں ہیں اُنکی فصاحت و بلاغت کی نسبت مخالفین نے بھی صاف اقرار کیا ہے کہ حضرت سلطان القلم ہیں اور ہونا بھی یونہی چاہیئے کہ مامورین کے کلام میں جو ظل رسالت مآب ہیں فصاحت و بلاغت کا ہونا ضروریات سے ہے پھر اکثر مقامات آپ کے رسالوں کے ایسے ہیں کہ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کچھ حصہ میں تو حضرت اقدسؑ کے عبارات کی تقلید کی ہے اور کچھ احیاء العلوم وغیرہ کتب تصوف سے نقول فرمائی ہیں اور پھر بے ربط ہیں۔ اکثر مقامات میں مطلب خبط ہے بھلا ایسی عبارات مامور من اللہ کی ہو سکتی ہیں اگر ایسی عبارات اور فصاحت و بلاغت جیسی آپکی ہے اگر حضرت اقدس کی ہوتیں تو حضرت اقدس کو کوئی مامور من اللہ نہ قبول کرتا اب خلاصہ یہ ہے کہ اگر آپ کو قدرت ثانی کا دعویٰ ہے تو مخالفین اسلام اور نیز حضرت اقدسؑ کے مخالفین کو اول قبول کرا لیجئے تا کہ آپکو مہدی موعود و مسیح معہود یا قدرت ثانی قبول کرلیں جب آپ جماعت احمدیہ سے فرمائیں کہ دیکھو میں قدرت ثانی ہوں کہ جس کی خبر حضرت اقدس رسالہ الوصیّت میں دے گئے ہیں دیکھیئے وہ چند یا سہ چند آدمیوں کو حضرت اقدسؑ کی وفات کے بعد داخل اسلام کیا ہے اور اقل درجہ اثبات آپ کے دعویٰ کا یہ ہے کہ مخالفین کی نظروں میں براہین احمدیہ میں تین سو دلائل موجود نہیں ہیں گو جملہ کتب و رسائل اور اشتہارات حضرت اقدس سے تین سو دلائل ماخوذ ہو سکتے ہیں آپ اتنا ہی کیجئے کہ نمبروار تین سو دلائل حقیقت کتاب اللہ و النبوت المحمدیہ کے کتب مشتہرہ حضرت اقدس سے استنباط کر کر ہر ایک برہان کو نمبروار تحریر کر کر شایع کر دیجیئے تاکہ سلسلہ احمدیہ و طریقہ محمدیہ کا رنگ کچھ تو ظاہر ہو اور حضرت اقدس کی کتاب براہین احمدیہ علی حقیقت کتاب اللہ و النبوت المحمدیہ کا مضمون آپ کے لئے کسی قدر مصداق ہو جائے یا دوسرا اقل درجہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو الہامات مخالفین کی نظروں

بقیہ حاشیہ۔ ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ وتضع الحرب اوزارھا۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قریب ہے کہ جو تم میں سے زندہ رہیگا وہ پائیگا عیسیٰ ابن مریم کو امام مہدی حکم عدل پس کسر کریگا صلیب کو اور قتل کریگا خنزیر کو اور چھوڑ دیگا جزیہ کا یعنی یہ کہ لڑائی اپنے ہتھیار رکھدیگی۔

میں پوری نہیں ہوئے اب اُن الہامات و پیشگوئیوں کو ایسا پورا کیجیئے کہ مخالفین کو مجال انکار کی نہ رہے مثل ڈاکٹر عبد الحکیم کی ہلاکت ظاہری یا ثناء اللہ جو خود اپنے اقرار سے مسیلمہ کذاب بنا ہوا ہے قدرت ثانی مسیح موعود سے بعذاب ظاہری مبتلا ہو جاوے جیسا کہ مسیلمہ کذاب و اسود عنسی وغیرہ جو قدرت ثانی صدیقی سے ہلاک ہوئے تا کہ ہر کہ و مہ مخالفین کو تکذیب کرنیکی گنجایش نہ رہے اور جماعت احمدیہ کو یہ کہنے کی گنجایش ہو کہ مسیلمہ کذاب جو انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پھونک سے آپکی حیات میں نہ ہلاک ہوا تھا وہ حضرت صدیق اکبر کے ہاتھ سے جو قدرت اول میں قدرت ثانی تھے ہلاک ہو گیا تھا اسطرح آپ کی قدرت ثانی سے یہ مخالفین ہلاک ہو گئے کذا و کذا الغیر ظاہر ہے کہ اس قبل درجہ کہ دعویٰ قدرت ثانی کا کرنا اپنے منہ سے آپ میاں مٹھو بننا ہے یہ مطالبات اور مواخذات آپسے اسلیئے کیئے جاتے ہیں کہ آپنے اپنے دعویٰ بلا ثبوت کے شائع کر دیا ہے ورنہ مثل مشہور ہے۔ نہ گفتہ ندارد کسے با تو کار ۔ و لیکن چو گفتی دلیلش بیار ۔ اسی طرح کے دعوی بلا ثبوت از اقسام مالیخولیا ہوتے ہیں دیکھیے تعریف مالیخولیا کی جو اطبا نے لکھی ہے ہاں تم کابر کہ جو پڑھا گیا تو بعض مطالب مشہورہ اُسکے جو متعلق تصدیق جری اللہ کے ہیں وہ مرتب بہ ترتیب حسن پائے جاتے ہیں چنانچہ اقسام مالیخولیا سے یہ بھی لکھا ہے بالجملہ تخیل صاحبش در امور مشہورہ سلیم باشد خزائن الملوک رسالہ قدرت ثانی کے مضامین مضحکہ عبیان مع حاشیہ کے عجیب طرح سے بے ربط اور غیر مرتب ہیں یہ عرض و اثر بھی از اقسام مالیخولیا ہے چنانچہ خزائن الملوک وغیرہ میں مالیخولیا کے آثار میں سے لکھا ہوا ہے تغیر ظنون و افکار از مجرائے طبعی و اختلاط ذہن و وہم فکر و تخیلات ردیہ انتہی جو صاحب بصیرت رسالہ قدرت ثانی کے مضامین کو بہ اندک غور ملاحظہ فرماوینگے یہ سب امور اس میں موجود پاوینگے کہ کسی عبارت میں تو ہذیان ہے اور کہیں پر وسواس اور کسی جگہ انکار ذات اور خیالات فاسدہ ہیں باوجودیکہ حضرت اقدس کے الہامات کو منجانب اللہ اعتقاد کرتے ہو اور وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین وغیرہ آپکے الہامات میں سے ایک الہام ہے اور پھر بھی خود کو افضل قرار دیکر حضرت اقدس سے بیعت چاہتے ہو یعنی حضرت اقدس رحمۃ للعالمین سے اپنے ہاتھ پر گناہوں سے توبہ کرواتے ہو۔ ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا۔

اور عبارات میں اسقدر طوالت لاطائل ہے کہ ہر ایک ہذیان کا جواب دینا دوسری طوالت لاطائل ہوگی

اور آثار مالیخولیا میں سے یہ بھی لکھا ہے کہ صاحبش چوں سخن گراید سامع را از و عقب گذاری دشوار شود بحر الجواہر الملوک وعلیٰ ہذا القیاس اور جو حقیقت وحی اللہ رسالہ سوم کو مطالعہ کیا گیا تو اُسکے مضامین کچھ تو اہل تصوف سے ماخوذ ہیں اور اکثر حضرت اقدس کی کتابوں سے کسی قدر متغیر کر کر لکھے گئے ہیں اور بعض مضامین شارحین حدیث سے بھی لئے گئے ہیں مگر آپ کے دعوی سے انکو کچھ بھی مس نہیں اور نہ مثبت آپکے دعوی کے ہیں جیسا کہ مثل مشہور ہے ؎ چہ خوش گفت سعدی در زلیخا: الا یا ایہا الساقی ادر کاسًا و ناولہا: یہ اعراض بھی اقسام مالیخولیا کے خزائن الملوک وغیرہ میں لکھے ہوئے ہیں نیز جواب طابق سوال نگوید و فراموشکار شود و حمق و رعونت بھی اقسام مالیخولیا میں سے ہیں وہ آپ کے تینوں رسالوں میں اور اشتہارات میں موجود ہے منجملہ اس حمق و رعونت کے حضرت خلیفۃ المسیح کی معزولی خلافت کا حکم ہے ایسے عالم ربانی کی نسبت جسکی نسبت حضرت اقدس کے الہامات اور دعاہائے مستجاب موجود ہیں دیکھو آئینہ کمالات وغیرہ اور تمام سلسلہ احمدیہ اور اُنکے اہل حل وعقد نے انکی خلافت راشدہ کو تسلیم کر لیا ہے اور حضرت اقدس ایک شعر میں فرماتے ہیں شعر چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نوردین بودے ⁂ ہمیں بودے اگر ہر یک پر از نور یقین بودے ⁂ انکی نسبت معزولی خلافت کا حکم دینا اگر حمق و رعونت نہیں تو اور کیا ہے **تنبیہ** میں یہاں پر مولوی عبداللہ صاحب کے اس استدلال کی حقیقت کو احباب کے روبرو پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جنکو انھوں نے اپنے دعویکا دار و مدار اور نمبر اول اور گل سر سبد قرار دیا ہے حالانکہ واقعات بینہ شہادت دے رہے ہیں کہ حضرت اقدس کا وہ مکاشفہ متمسک بہا جسکو عبداللہ نے مناط ثبوت اپنے دعویکا گردانا ہے باوجودیکہ وہ حضرت اقدسؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح پر پورے طور پر ایسا واقع ہو گیا ہے کہ اب اُسکے پورے ہونیکا کوئی انتظار باقی نہیں رہا گو دیگر احباب احمدیہ کی ذات با برکات بھی اب یا آئندہ اُسکی مصداق ہو جاویں مگر یہ ممکن نہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیحؑ یا خاندان نبوت کے سعید ترین فطرتوں کو معطل عن الخلافت کر کر اور حضرت اقدس کا اپنے تئیں امام گردانکر اور مخالف ہو کر حضرت اقدس کے اس مکاشفہ متمسک بہا کا اپنے تئیں کوئی شخص مصداق گردانے یہ تو محض ارتداد ہے چنانچہ مختصر بیان اسکا یہ ہے۔ حضرت اقدس اس مکاشفہ کی نسبت

براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۸ میں یہ تحریر فرماتے ہیں کہ سنہ ۱۸۶۴ء یا سنہ ۱۸۶۵ء میں جبکہ پہلی حصہ عمر میں ہنوز تحصیل علم میں مشغول تھا انتہی کلامہ علیہ السلام - اول ظاہر ہو کہ یہ مکاشفہ ۴۶ یا ۴۷ برس کا ہو اور خود حضرت اقدس اس مکاشفہ کی نسبت بوقت تحریر حصہ سوم براہین احمدیہ کے تحریر فرماتے ہیں کہ مکاشفہ کی سچائی بھی اُن مخالفین اسلام کے روبرو ہی ظاہر ہوگئی جنکے روبرو بیان کیا گیا تھا پس کجا یہ مکاشفہ اور کجا مولوی عبداللہ کا یہ دعویٰ امامت کلی جو اسوقت سنہ ۱۳۲۹ھ میں کیا گیا ہے بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا آگے حضرت اقدس تحریر فرماتے ہیں کہ "حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو شرف حضوری حاصل ہوا جو کتاب دینی میری تالیف میرے ہاتھ میں تھی اُسکا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا تو مینے عرض کیا کہ اسکا نام قطبی ہے آگے فرماتے ہیں کہ اُسکی تعبیر یہ کیگئی کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور محکم ہے جسکے کامل استحکام کو پیش کرکے دسہزار روپیہ کا اشتہار دیا گیا ہے انتہی اب مولوی عبداللہ صاحب فرماویں کہ انھوں نے کونسی کتاب قطبی تصنیف کی ہے کہ اللہ و رسول کے ہاں مقبول ہوئی ہو اور مخالفین اسلام اسکے جواب سے آجتک عاجز ہوگئے ہوں یہ تو قدرت اول کا ہی ظہور ثابت ہوتا ہے نہ قدرت ثانی کا - - - - - - - - - - کجا سنہ ۱۸۸۲ء کی قدرت اول کا ظہور اور کجا سنہ ۱۹۱۱ء کی قدرت ثانی و شتان بینہما آگے حضرت اقدس تحریر فرماتے ہیں اور جب وہ کتاب حضرت مقدس نبوی کے ہاتھ میں آئی تو آنجناب کا ہاتھ لگتے ہی ایک نہایت خوشرنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی کہ امرود سے مشابہ تھا مگر بقدر تربوز تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب اس میوہ کو تقسیم کرنیکے لئے قاش قاش کرنا چاہا تو اسقدر اس میں سے شہد نکلا کہ آنجناب کا ہاتھ شہد سے بھر گیا تب ایک مردہ کہ جو دروازہ سے باہر پڑا تھا آنحضرت کے معجزہ سے زندہ ہوکر اس عاجز کے پیچھے آکھڑا ہوا الی قولہ علیہ السلام خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایک قاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو اس غرض سے دی کہ تا میں اس شخص کو دوں کہ جو نئے سرے سے زندہ ہوا اور باقی تمام قاشیں میرے دامن میں ڈالدیں اور وہ ایک قاش میں نے اس نئے زندہ کو دیدی اور اسنے وہیں کھالی انتہی قولہ علیہ السلام اقول یہ تو ظاہر ہے کہ وہ امرود روحانی کتاب قطبی براہین احمدیہ تھی جو حقائق و معارف قرآنی سے بھری ہوئی

ہے اور پانچوں حصہ براہین کے معہ دوسری کتابونکے اور رسالوں مصنفہ حضرت اقدس کے
جو متممات اس کتاب قطبی کے ہیں وہ اسکی قاشیں ہیں جو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت اقدسؑ
کے دامن میں ڈالیں حسبِ ہی یہ مکاشفہ بوجہ کامل حضرت اقدسؑ پر پورا ہو گیا لیکن آپ کہتے ہیں کہ ایک قاش
مجھکو بھی دیگئی ہے مگر یہ دعوی آپکا واقعات کے خلاف ہے کیونکہ یہ قاش حضرت خلیفۃ المسیحؑ کو دیگئی ہے
ثبوت کامل اسکا یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیحؑ ایک کتاب بےمثل و نایاب تصدیق براہین احمدیہ بمقابلہ اشد مکذب
اور مخالف دین اسلام کے تصنیف فرما چکے ہیں یہ کتاب ایسی لانظیر ہے کہ اسکو ایک معجزہ اعتقاد کرنا
تو زیبا ہے اور تکذیب براہین احمدیہ کا ایسا ردّ و جواب کامل ہے کہ حد اعجاز کو پہنچگیا ہے اور جبکہ مکذب نے
اپنی تکذیب کو بذریعہ تصدیق براہین احمدیہ کے ترک نہ کیا تو کل دنیا پر ظاہر ہے کہ اسکا انجام کیا ہوا جیسا ہو
وہ قصیدہ حضرت اقدس کا جسکا یہ شعر ہے ؎ الا اے دشمن نادان و بیراہ ؛؛ بترس از تیغ بران محمدؐ ؛؛
کرامت گرچہ بے نام و نشان است ؛؛ بیا بنگر ز غلمان محمدؐ ؛؛ یہ ہے وہ قاش جو حضرت خلیفۃ المسیحؑ کو ملی ہے
اب آپ فرمائیں کہ آپنے کونسی کتاب ایسی لکھی ہے جو براہین احمدیہ کی تصدیق و تائید میں بمقابلہ اشد
مکذب کے بےنظیر کتاب ہو بیتوا توجروا پس یہ جزو مکاشفہ کا بھی حضرت خلیفۃ المسیح کی ذات بابرکات پر ہی پورا
ہو گیا اور جبکہ تمام قاشیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اقدس کے دامن میں ڈالی ہیں۔ تو
اسکی تعبیر صاف ظاہر ہے کہ خاندانِ نبوت کے سعید فطرت صاحبان کو ترکہ میں پہنچ رہی ہیں اور پہنچینگی
کما قال اللہ تعالیٰ وورث سلیمٰن داؤد بناء علیٰ ھذا۔ آپکے تمام خواب وخیالات کو جو
مثل جالہ عنکبوت کے تنا و بنا گیا تھا اُن سب کو ان واقعات حقیقی نے توڑ پھوڑ کر پھینک دیا۔ اور
تمام اجزاء مکاشفہ کے واقعی طور پر پورے ہو گئے اور مجھکو بڑا افسوس یہ ہے اگر آپکے زعم فاسد کو
تھوڑی دیر کے لئے تسلیم کر لیا جاوے تو یہ عرض ہے کہ باوجودیکہ حضرت اقدس نے آپکو بہ تقاضاء
شان کریمی ایک قاش عنایت فرمائی ہے اور بقیہ تمام قاشیں حضرت اقدس کے دامن میں منجانب
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلّم ڈالی گئی ہیں مااینہمہ بخت کفران نعمت سے دعویٰ امامت کرکے آپ یہ
دعوٰی کرتے ہیں کہ میں مسیح موعود کا بھی امام ہوں اور خلیفۃ المسیح کی معزولی خلافت کا حکم صادر کرتا ہوں

اگر یہ مالیخولیا نہیں تو اور کیا ہے آگے رہا معجزہ محمدی سے مردہ کا زندہ ہونا سو یہ بھی بوجہ کامل حضرت خلیفۃ المسیح
کی ذات برکات پر واقع ہو چکا اگر روحانی طور پر لیویں تو بھی حضرت خلیفۃ المسیح کی ذات بابرکات پر واقع ہو
چکا کیونکہ سب سے اول بیعت حضرت اقدس کے ہاتھ پر بالمشافہ حضرت خلیفۃ المسیح نے ہی کی ہے اور گو حضرت
مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب نے بھی بذریعہ کتاب اعلام الناس کے تائید دعوی حضرت اقدس کی
سب سے اول شائع کی ہے مگر خلیفۃ المسیح سب پر مقدم ہیں اور اسلئے وہ خلیفۃ المسیح ہوئے پس یہ مکاشفہ
بھی حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کی ذات بابرکات سے پورا ہو گیا کما قال اللہ تعالے لیہلک من
ھلک عن بینۃ و یحیی من حی عن بینۃ اگر آپ جسمانی طور پر پورا کرنا چاہیں تو بھی سب پر واضح
ہے کہ سنہ ۱۹۱۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح سخت بیمار ہو گئے تھے امید حیات باقی نہ رہی تھی لیکن بمقابلہ
ایک اشد مکذب کے آپکو علاوہ حیات روحانیکے حیات جسمانی بھی ملگئی اور مخالف روسیاہ ہوا اور
ابتک ہے غرض اس مکاشفہ کا اب کوئی جزو باقی نہیں رہا جسکا انتظار کیا جائے وتمت کلمۃ
ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلمتہ یہ ہوتا ہے ثبوت مکاشفات اور الہامات کا جو بیان
ہوا اگر آپ ایسا ہی کوئی ثبوت دکھلا دینگے تو پھر اسمیں نظر اور غور کیجاویگی اور آپ اس بات
پر گھمنڈ کرکے ارتداد اختیار نہ کریں کہ مجھکو الہام ہوتے ہیں کیونکہ مثل آپکی عبد اللہ کاتب وحی کو
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیوقت میں فتبارک اللہ احسن الخالقین الہام ہوا تھا وہ بھی مرتد ہو گیا تھا
مگر اسکا ارتداد دین محمدی کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکا پس آپکا ارتداد سلسلہ احمدیہ بروز سلسلہ محمدیہ
کو کیا نقصان پہنچا سکے گا دیکھو تفسیر کبیر کو روی الکلبی عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہا
خلقا آخر عجب من ذلک فقال فتبارک اللہ احسن الخالقین فقال رسول صلی اللہ علیہ
وسلم اکتب ھکذا انزلت فشک عبد اللہ فقال ان کان محمد صادقا فیما یقول فانہ یوحی
الی کما یوحی الیہ وان کاذبا فلا خیر فی دینہ فھرب الی مکۃ فقیل انہ مات علی الکفر
وقیل انہ اسلم یہاں پر اللہ تعالی کی طرف سے عجیب ثبوت بروز محمدی کا ثابت ہے کہ جس طرح
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی الہام میں ایک شک کرنیوالا اور مرتد ہونیوالا ایک شخص مسمی عبد اللہ

ہی تھا اسی طرح پر بروز محمدی کے عہد میں مرتد ہونیوالا عبداللہ ہی ہے کما قال الشاعر ؎ غنی یکر نگے معشوق و عاشق و بد فی دارد ہ نگاہے بر برطوطی و برگ نیشکر دارم ۔ واضح ہو کہ حضرت سید محمد احسن صاحب نے عبداللہ چکڑالوی کی مشابہت بھی جو اسوقت کا دجال ہے ساتھ عبداللہ ابن صیاد کے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیوقت میں ایک قسم کا دجال تھا بہت متعدد وجوہ سے ثابت کی ہے وھذہ رہ ابتو برا ایک اہل بصیرت کو اندک غور کرنیسے بخوبی ثابت ہو گیا ہو گا کہ اس مکاشفہ کے آخری اجزا بھی حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام پر جیسا کہ چاہیئے ویسے ہی پورے ہوئے ہیں کیونکہ مفہوم حضرت خلیفۃ المسیح کا جسکے معنی پیچھے مسیح کے کھڑے ہونیوالے کے ہیں واقع ہو گیا اور ہزاروں غیر احمدیوں نے بھی آپکے ہاتھ پر بیعت کرلی یہ امر بھی منجانب اللہ واقع ہو گیا اور اتباع کامل حضرت اقدس کا بھی انکو حاصل ہے بخلاف آپکے کیونکہ آپ تو ان سے آگے کھڑے ہونیکے مدعی ہیں اب پیچھے کھڑے ہونیکے معنی کیونکر صادق آسکتے ہیں ؎ ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا آپ تو انپر امام ہونیکا دعوی کرتے ہیں اور اگر کوئی کہو کہ خلیفۃ المسیح کو الہامات کثرت سے نہیں ہوتے تو یہ اعتراض معترض کی سوء فہمی سے ہے کیونکہ حضرت اقدس کو جو الہامات کثرت سے ہوئے اس میں ایک سر یہ بھی تھا کہ تمام دنیا وحی و الہام سے منکر ہو گئی تھی جسکا ثبوت حضرت اقدس کی ذات بابرکات سے بخوبی واقع ہو گیا اب چنداں ضرورت الہامات کی بھی باقی نہ رہی اور نزول الہامات بضرورت حقہ ہوا کرتا ہے کما قال اللہ تعالی وبالحق انزلناہ وبالحق نزل ۔ اور نیز حضرت صدیق اکبر کو اس کثرت سے الہامات کب ہوئے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئے تھے علی ہذا القیاس یہاں پر بھی وہی مناط نبوت ہونا ضروری تھا پس اب واضح ہو کہ آپکے خیالات فاسدہ کو اقسام مالیخولیا میں اسواسطے حصر کیا گیا ہے کہ ایسے خیالات و اوہام سوائے کلام شعراے کے مامور من اللہ کے کلام میں ہرگز ہرگز نہیں پائے جاسکتے قال اللہ تعالی وما ھو بقول شاعر قلیلاً ما تذکرون لیکن افسوس تو یہ ہے کہ آپکے مضامین خیالیہ شعرا کے سے بھی نہیں۔ کیونکہ شعرا کے مضامین بھی مدعا کے ثبوت کے لیے ایک استلزام خیالی رکھتے ہیں مگر آپکے مضامین آپکے دعوی خیالی کے لئے مستلزم باستلزام خیالی بھی ہرگز نہیں ہوسکتے پس آپکے مضامین شاعرانہ

بھی نہیں ہیں میں یہاں پر بطور مثال کے ایک شعر لکھتا ہوں جس میں دعویٰ کا ثبوت بطور استلزام خیالی پایا جاتا ہے۔ قال الشاعر ؎ حسن سبزی بخط سبز مرا کرد اسیر ⁂ دام ہمرنگ زمیں بود گرفتار شدم ⁂ اس شعر میں شاعر اپنے اسیر ہونیکا کسی حسین کی محبت میں دعویٰ کرتا ہے۔ اور اسکا ثبوت یوں دیتا ہے کہ یہاں پر سبزہ زار بھی موجود ہے یعنی میرے محبوب میں حسن سبز موجود ہے اور سبزۂ آغاز بھی ہے جو بمنزلہ دام سبز کے ہے اور قاعدہ صیادوں کا ہے کہ زمین سبزہ زار میں دام سبز کو بچھایا کرتے ہیں تاکہ صید مطلوب دہوکے میں آ کر اس دام کو دام نہ سمجھے اور گرفتار ہو جاوے پس میں بھی اسی طرح پر فریب کھا کر اسیر محبت ہو گیا گو یہاں پر نہ کوئی سبزہ زار ہے اور نہ کوئی دام سبز موجود ہے لیکن ایک خیالی مضمون سے خیالی اسیر ہونا شاعر کا ثابت ہو گیا جو اُسکا دعویٰ تھا لیکن آپکے مضامین اثبات دعویٰ میں شاعرانہ بھی نہیں ہو سکتے

پس اس بیان سے ثابت ہوا۔ کہ درصورتیکہ آپکے مضامین شاعرانہ بھی نہیں تو اقسام مالیخولیا ہی میں سے ہیں کما مر بیانہ بالحجۃ والبرہان میں آپکو نصیحتاً عرض کرتا ہوں کہ اس حمق و رعونت اور تخیل کو دکان کا قادیان میں حاضر ہو کر پہر خود حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کی خدمت والا میں حاضر باادب ہو کر علاج و معالجہ کرائے کیونکہ حضرت موصوف طبیب روحانی و جسمانی ہیں ؎ صحت این حس بجوئید از طبیب ⁂ صحت آنحس بجوئید از حبیب ⁂ ورنہ آپکی نسبت خزائن الملوک وغیرہ سے یہ فتویٰ ہو چکا ہے کہ صاحبش بحمق و رعونت مبتلا ماند و تخیل او بہ تخیل کو دکان ماند توضیح المرام چونکہ یہ جواب ہمارا تینوں سالوں کی نسبت کلی طور پر ہے اسلئے ان چند سطور میں اس امر کی بحث نہیں کرتے کہ فلاں مضمون حق ہے یا فلاں مضمون مسروقہ ہے یا عبد اللہ صاحب کا طبعزاد ہے بلکہ یہانتک ہمکو یہ ثابت کرنا ہے کہ کوئی مضمون کیسا ہی لطیف ہو یا نازک ہو کیا کوئی الہام سچا ہو یا جھوٹا ہو۔ مثبت دعویٰ مولوی عبد اللہ صاحب کا نہیں ہو سکتا جیسا کہ ظاہر ہے کما قال الشاعر

معارف گرچہ مو باریک باشد ⁂ چہ حاصل زانکہ دل تاریک باشد

قال اللہ تعالیٰ ومن الناس من یعجبک قولہ فی الحیوٰۃ الدنیا ویشہد اللہ علیٰ ما فی قلبہ وھو الد الخصام

دکتبہ خاکسار سید آل محمد (امروہہ)

چند ضروری نوٹ

تقسیم بنگال

بنگالہ کی تقسیم کیا ہوئی ایک آفت برپا ہو گئی تمام بنگالیوں میں ہلچل مچ گئی اسوقت خدا کے مامور نے خدا سے خبر پا کر یہ اعلان شائع کیا کہ بنگالہ کی نسبت پہلے جو حکم جاری کیا گیا اب انکی دلجوئی ہو گی الہام الٰہی میں دلجوئی کا لفظ ہے منسوخ نہیں لیکن عام توقعات اسکے برخلاف تھیں ایک طرف گورنمنٹ کے ذمہ وار عہدہ دار بار بار اسے طے شدہ امر قرار دے رہے تھے چنانچہ پارلیمنٹ میں بار بار سوال کرنے پر یہی جواب ملا دوسری طرف بعض توقعات یہ تھیں کہ تقسیم بنگالہ بنگالیوں کی ایجیٹیشن سے منسوخ ہو جائیگی لیکن خدا تعالےٰ جو عالم الغیب ہے وہ فرماتا ہے دلجوئی ہو گی آخر وہی ہوا جو خدا نے فرمایا یعنی بنگالیوں کی دلجوئی شروع ہوئی اور مختلف واقعات سے اسکی تکمیل شہنشاہ معظم کی زبان درافشاں سے کارونیشن دربار میں ہوئی جبکہ تقسیم بنگال میں ایک غیر متوقع ترمیم کی گئی تمام اخبارات تمام اہل الرائے اصحاب نے یہ کھلی ہوئی صداقت قبول کرلی کہ جو کچھ ہوا یہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ آتا تھا اور گورنمنٹ کے خاص الخاص عہدہ داروں کو بھی یہ معلوم نہ تھا اب اس عظیم الشان اعجاز مسیحائی پر اہلحدیث اور اہل فقہ اور انکی دیکھا دیکھی بھارت آریہ مسافر اعتراض کر رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعود اپنی کتاب حقیقۃ الوحی اور ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر صاحب اپنے مضمون میں لکھ چکے ہیں کہ سر فلر کے استعفا کی منظوری سے یہ پیشگوئی پوری ہو چکی پس اب تمہارا کوئی حق نہیں کہ تم تقسیم بنگالہ کی ترمیم کو "دلجوئی" کی پیشگوئی پر چسپاں کرو

ہم اسکے جواب میں کہتے ہیں کہ ہم تو آمنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاہدین پڑھنے والے ہیں جب استعفا منظور ہوا تو دلجوئی کا لفظ اسپر بھی صادق آیا چنانچہ بنگالی اخباروں نے بھی اسکا اقرار کیا اسوقت بھی ہم ایمان لائے اور جب تقسیم بنگالہ کی ترمیم سے تمام بنگالی مطمئن ہوئے

اور دنیا بے اختیار اٹھی کہ بنگالیوں کی دلجوئی کی گئی تو اسوقت بھی ہم اول المومنین نکلے مگر میں پوچھتا ہوں پھر کیا تمہارے حصہ میں انکار ہی آیا ہے اور کم بختو! کیا تمہاری قسمت میں کفر ہی لکھا ہے اگر اسوقت دلجوئی ہو گئی تھی تو چشم ما روشن دل ماشاد بسم اللہ ایمان لاؤ اگر اسوقت انکی دلجوئی نہیں ہوئی تو کیا اب بھی نہیں ہوئی کیا تم میں سے کوئی یہ جرأت کرسکتا ہے کہ خدا کی قسم کھا کر لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھتے ہوئے ایک مجلس میں یہ کہدے کہ بنگالیوں کی دلجوئی نہیں ہوئی یہ تو تم لوگوں پر اتمام حجت ہے دلجوئی کا مفہوم تو اسی وقت پورا ہو گیا تھا اور سعید روحوں نے اسی وقت مان لیا لیکن ضدی اور عنادی لوگوں پر حجت قائم کرنیکے لئے خدا نے اپنی قدرت کا پورا جلوہ دکھایا تاکہ دشمن سے دشمن کو بھی مجال انکار نہ رہے اب تمہاری زبانیں بند ہو گئیں اور تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ بنگالیوں کی دلجوئی نہیں ہوئی۔

پہلی رات کے چاند کو بھی چاند ہی کہتے ہیں اور جنکی نظر تیز ہوتی ہے وہ خوب دیکھ لیتے ہیں اور تیسری رات کے چاند کو بھی چاند ہی بولتے ہیں اور بارہویں کے چاند کو بھی چاند ہی کہینگے اور چودہویں کا چاند بھی چاند کہلائیگا ایک تیز نظر پہلی رات جسے چاند کہتا ہے ایک موٹی نظر والا گیارہویں کو اسے دیکھے گا۔ اور چودہویں رات کے چاند کو جسے ذرا بھی نور بصیرت ہے دیکھ لیتا ہے سر فلر کے استعفا کیوقت دلجوئی ہو گئی مومنوں نے جو بات اسوقت دیکھی اور اسپر ایمان لائے کاش تم اسی دلجوئی کے ہلال کو بدر تام کی صورت میں دیکھکر ہی ایمان لاتے ایک اور مثال کے ذریعے سے میں اسے واضح کرتا ہوں۔

ایک شخص ایک تاریک کمرہ کی نسبت اطلاع دیتا ہے۔ یہاں روشنی ہوگی بعد میں ایک چراغ رکھدیا گیا تو اسکی بات تو پوری ہو گئی لیکن پھر اسی چراغ کو لیمپ سے تبدیل کردیا جاوے پھر دس لیمپ کی چمنی کی بجائے چالیس لیمپ لگادی جائے تو "یہاں روشنی ہوگی" اس فقرے کی زیادہ صداقت کھلیگی بہت ہی احمق اور بیوقوف ہے وہ شخص جو یہ کہے کہ پہلے ایک چراغ کے جلنے کے وقت جو تو کہہ چکا ہے کہ روشنی ہو گئی اور میری بات "روشنی ہو گئی" پوری ہو گئی اب کیوں ایسا روشن لیمپ آویزاں ہونیکے وقت کہتا ہے کہ میری بات پوری ہوئی امید ہے اب اس تحریر

کے بعد کسی کو اعتراض کی گنجائش نہ رہیگی بشرطیکہ خدا ترس دل لیکر سوچے اور شیوۂ اتقا اختیار کرے تقسیم کے منسوخ ہونیکے الفاظ الہام میں ہرگز نہیں اور پھر ہم کہتے ہیں کہ منسوخ ہوئی بھی نہیں بلکہ ترمیم ہوئی ہے۔

گورو کل اور ہمارا تعلیم الاسلام و مدرسہ احمدیہ

دھرم پال

آجکل ایک طرف آریہ سماج کا نونہال گورو کل کے پوست کندہ حالات شائع کر رہا ہے اور دوسری طرف ہمارے بعض مسلمان اخبار نویس ایک انگریز کے مضمون کا ترجمہ شائع کر رہے ہیں جس میں گورو کل ایک منبظیر انسٹیٹیوٹ ظاہر کیا گیا ہے پھر یہیں تک بس نہیں اب مدرسہ الٰہیات کے آزاد سبحانی بھی انکے ہم نوا ہوئے ہیں یہاں تک تو کوئی مضایقہ نہ تھا اگر کوئی تعلیمی انسٹیٹیوشن اچھا اور مفید کام کر رہی ہے تو بڑی خوشی کی بات ہے مگر وہ کہتے ہیں کہ افسوس! کسی اسلامی سکول کے طلبۃ العلم ایسے نہیں جیسے گورو کل میں پائے جاتے ہیں میری خیال میں یہ علیگڈہ اور دیو بند اور پھر سب سے زیادہ قادیان کے تعلیم الاسلام کی ہتک ہے جو خوبیاں وہ گورو کل کے طلباء میں بیان کرتے ہیں اس سے کئی گنا بڑھکر اچھی مثالیں خدا کے فضل سے ہمارا مدرسہ احمدیہ و تعلیم الاسلام پیش کر سکتا ہے اگر گورو کل کے طلباء اسلئے قابل ستایش ہیں کہ فٹ بال میں وہ ننگے پاؤں ایسی کک لگاتے ہیں کہ بڑے بڑے بوٹ چڑھائے ہوئے طلباء انکا مقابلہ نہیں کر سکتے تو میں اپنے سکول کے ایسے طلباء کو دیکھ چکا ہوں جو اس محک پر زر خالص ثابت ہوئے (۲) اگر گورو کل کے طلباء کی اسلئے تعریف کیجاتی ہے کہ وہ ۲۴-۲۴ میل روزانہ ہواخوری کر سکتے ہیں تو اسکو کئی گنا ترقی کی صورت میں یہاں تبدیل پاتا ہوں یہاں خدا کے فضل سے ایسے طالب علم موجود ہیں جو شام کو دوڑتے ہوئے روانہ ہوئے اور بٹالہ سے چند مہمانوں کو یکہ پر سوار کرا کے ان کے ساتھ دوڑتے ہوئے واپس آئے اور دو اڑہائی گھنٹے کے وقفہ میں دم تک نہیں لیا۔ اور پھر سکول میں حاضر ہو گئے اور ہرگز کسل مند نہیں ہوئے اگر گورو کل کے طلباء کی یہ تعریف ہے کہ وہ ہمدردی بنی نوع انسان میں کمال رکھتے ہیں کہیں آگ لگے تو دوڑے جاتے ہیں کوئی خطرہ میں ہو تو اسے نکالنے کے لئے بڑے جوش سے پہنچتے ہیں تو ایسی مثالیں بھی خدا کے فضل سے پیش کیجا سکتی ہیں

کچھ عرصہ کی بات ہے کہ مسجد اقصیٰ میں جو بھرتی پڑی ہوئی ہے اسے کھود کر ایک تہہ خانہ کمرہ بنانے کی ضرورت تھی اگر مزدور یہ کام کرتے تو لامحالہ ایک ماہ خرچ ہوتا مگر سکول کے طلباء نے اس جوش سے اس کار خیر میں اپنی مرضی سے حصہ لیا کہ تین دن کے اندر وہ کمرہ بن گیا اگر گورو کل کے طلباء اپنے بیمار بھائی کی تیمارداری کرتے ہوئے شام سے صبح کر دیتے ہیں تو یہاں اسکی اتنی نظیریں ہیں کہ انکے بیان کے لئے ایک مستقل رسالہ کی ضرورت ہے ابھی پچھلے دنوں ایک طالبعلم ذات الجنب سے بیمار ہوا چار چار پانچ پانچ لڑکے اسکے پاس بیٹھے رات سے صبح کر دیتے اور ان عزیزوں نے اسکی تیمارداری اور خبر گیری میں وہ نمونہ دکھایا کہ کوئی بھائی اپنے کسی بھائی کے لئے کیا دکھائیگا وہ لڑکا خود اس بات کا زندہ گواہ ہے کہ اگر وہ گھر میں بیمار ہوتا تو اسکے رشتہ دار اس سے بڑھکر یقیناً اسکی ہمدردی نہ دکھا سکتے اسکے ساتھ والوں نے نماز پنجگانہ کے علاوہ تہجد کی نماز میں رو رو کر چیخ چیخ کر اسکے لئے دعائیں کی ہیں۔

یہ اخوت یہ محبت یہ ایثار دیکھکر میں بے اختیار اپنے امام اپنے مسیح اپنے مہدی پر درود بھیجتا تھا گورو کل کے طلباء اگر گورنر کے سامنے حاضر ہو کر اپنے قصوروں کا علانیہ اقرار کرتے ہیں تو اس مدرسہ کے طلباء اپنے پیر و مرشد اپنے مربی اپنے محسن کے حضور اپنے گناہ ہونے چھوڑنے کا اقرار و عہد کرتے ہیں تھوڑے دنکا ذکر ہے کہ بعض بیرونی لڑکوں میں سیگرٹ پینے کی بدعادت پھیل گئی جب سید طائفہ نے اپنے درس میں فرمایا کہ میں تمہارے بھلے کے لئے کہتا ہوں کہ سیگرٹ پینے کا نتیجہ اچھا نہیں تو یکدم سب ایسی عادت رکھنے والوں نے عہد کیا کہ ہم اس خبیث چیز کو کبھی منہ نہ لگائینگے اور پھر اس عہد پر استوار رہکر اپنی سعادت و اطاعت کا ثبوت دیا۔

اگر وہ طلباء اپنے گورنر سے خوف نہیں کرتے بلکہ عشق کرتے ہیں تو آپ یہاں آکر دیکھئے کہ ہمارے ننھے ننھے بچے کسطرح پر اس سراپا نور کے ارد گرد پروانہ وار گرتے ہیں اور اسے اپنا مہربان مربی یقین کرتے اور اسکے اشارے پر قربان ہونیکو تیار ہیں۔

میں جناب آزاد سبحانی اور انکے ہمنواؤں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ یہاں تشریف

لاکر میرے قول کی تصدیق کریں اور اپنے اسی قول کو واپس لیں کہ ہندوستان کا کوئی مذہبی درسگاہ بھی اس سے آنکھ نہیں ملا سکتا اگر گورو کل کے طلبا سینکڑوں اخلاقی مقولے یاد رکھتے ہیں۔ تو میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ آپ یہاں کے طلباء کی عملی حالت سے ہزاروں ایسے مقولے تیار کر سکتے ہیں اگر وہ ہون کرتے یا پرانایام میں خلوص عقیدت رکھتے ہیں تو یہاں میں آپکو دکھا سکتا ہوں کہ جو مدرسہ کے وقت انگریزی پڑھائی میں منہمک نظر آتے ہیں وہ پانچوقت کی باقاعدہ نماز باجماعت خضوع و خشوع کیساتھ ادا کرنیکے علاوہ آدھی رات کے بعد اٹھ اٹھ کر تہجد پڑھتے اور اپنے مولی کے حضور گڑگڑاتے ہیں اور اسوقت کو دیکھنے والے مشکل سے یہ تصور کر سکتے ہیں کہ دنیا بھی انکے مقاصد زندگی میں شامل ہے وہ پیاری پیاری صورتیں ابھی تک میری آنکھوں میں پھر رہی ہیں کہ سالانہ امتحان نزدیک ہی بلکہ سر پر ہے سعید بچہ دن کو نفلی روزہ رکھتا ہے مگر اپنے فرائض میں کچھ فرق نہیں آنے دیتا اور رات کے بارہ بجے تک وہ اپنی پڑھائی میں مشغول ہے اور پھر تین چار بجے کے قریب وہ تہجد میں مشغول ہو گیا ہے دو گھنٹے کے بعد وہ نماز صبح میں شامل ہوتا ہے اور پھر قرآن مجید کی تلاوت اس ذوق شوق سے کرتا ہے کہ گویا آج سکول میں جانا ہی نہیں لیکن جب گھنٹی ہوتی ہے تو سب سے پہلے مستعدی سے مدرسہ میں پہنچنے والا وہی نوجوان ہو اور لطف یہ کہ اسکی صحت میں کچھ فرق نہیں آتا کیونکہ اسکو روحانی غذا کافی ملتی ہے۔

حضرت آزاد سبحانی اور انکے ہم نوا میرے مخاطب ہیں بہتر تھا کہ آپ راہ چلتے مسافر کے کھینچے ہوئے فوٹو کو دھرمپال کے اندر کی عینک سے دیکھتے تاہم بشرط تسلیم اگر یہ زندگی بخش روح آپ کسی اسلامی جماعت میں تلاش کرنیکے لئے بیقرار ہیں" اور آپ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ "کونسی جماعت میری بے چینی کی آگ پر پانی ڈالنے کا کام کریگی تو میں آپکو مژدہ سناتا ہوں کہ وہ احمدیہ جماعت اور اسکا مدرسہ ہے جو قادیان میں ہے آپ یقیناً یقیناً یہاں تسلی کی روح پائینگے" گورو کل کی زمین میں جو آتش کدہ جل رہا ہے ممکن ہو اسکے شعلوں کی لپیٹ جیسا کہ واقعات جتلا رہے ہیں خود اسی کی عمارت کو جلا دے مگر یہاں کے مقدس سینوں میں جو آگ دبی ہوئی ہے وہ روشن ہو کر اس ظلمت کدہ عالم کو روشن کردیگی واللہ متم نورہ و لو کرہ الکافرون

سُلّم الوصول الیٰ اَسرارِ اسراء الرسول

مصنفہ مولوی ابراھیم سیالکوٹی پر ریویو

گذشتہ سے پیوستہ

مولوی ابراہیم صاحب سلم الوصول کے صفحہ ۳۰-۳۱ میں بعنوان حکمت معراج جسمانی لکھتے ہیں کہ "اگر سیر معراج کی حکمت اور قدرت پر نظر کیجائے تو سوائے معراج جسمانی کے سب کچھ باطل نظر آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ سورۃ شوریٰ

وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیاً او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ مایشاء انہ علی حکیم۔ اللہ تعالیٰ جو بہت بلند اور بڑی حکمت والا ہے کسی بشر کے ساتھ کلام نہیں کرتا مگر اس صورت میں کہ اسکو خفیہ وحی کے ذریعہ کچھ بتاوے یا پس پردہ کوئی بات سناوے یا اپنا فرشتہ بھیجے جو اس کے اذن سے اس بشر کو پیغام پہنچا دے

اور چونکہ یہ امر ثابت و مسلم ہے کہ رسول اللہ صلعم سید المرسلین و خاتم النبیین ہیں پس آپ کی نبوت درجہ کمال کے اوپر کے نقطہ پر ہے اور اس سے اوپر بشر کے لئے کوئی رتبہ نہیں ہے اسلئے یہ ہر سہ امور آپ میں بالضرور ثابت ہونے چاہئیں صورت اول یعنی مجرد وحی سے اکثر احادیث نبویہ ہیں اور صورت سوم سے یعنی بواسطہ جبریل یعنی یہ کلام معجز نظام قرآن مجید نازل ہوا اور صورت دوم سے یعنی جب اللہ تعالیٰ اور بندہ کے درمیان صرف ایک پردہ سا ہو نبی صلعم اللہ تعالیٰ سے سوائے شب معراج کے کبھی ہمکلام نہیں ہوئے پس یہ درجہ حاصل ہونیکے لئے ضرور ہے کہ معراج جسمانی ہو .... اور چونکہ موسیٰ علیہ السلام کا اللہ تعالےٰ سے کوہ طور پر ہمکلام ہونا بنص صریح و کلم اللہ موسیٰ تکلیماً اور کلمہ ربہ ثابت ہے اور رفع جسمی حضرت روح اللہ کا آیت بل رفع اللہ الیہ سے محقق ہے اسلئے

حکمت الٰہیہ اس امر کی متقضی ہوئی کہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دونوں کمال باوجہ تم واحسن ایک وقت میں عطا کرے پس یہ کمالات اسی شب معراج کو حاصل ہوئے ...... ان کمالات کا حصول بغیر رفع جسمی کے نہیں ہوسکتا۔"

معزز ناظرین! مولویصاحب جس بات کو بزعم خود حکمت الٰہیہ سمجھ رہے ہیں وہ درحقیقت حکمت الٰہیہ نہیں بلکہ خود مولویصاحب کی کھلی ہوئی حماقت اور صریح جہالت ہے اور ایسی حماقت کا سبب یہ ہے کہ مولوی صاحب اپنی شامت اعمال کے سبب قرآن دانی سے بے نصیب اور آیت کریمہ لایمسہ الا المطہرون کی نفی کی تحت میں داخل ہیں ماشاء اللہ آپ آیت کریمہ مندرجہ بالا میں او من وراء حجاب کے معنی یہ سمجھے ہیں کہ خدا تعالیٰ کسی بندہ کو آسمان و عرش کرسی سے اوپر لامکان پر اپنے پاس بلائے اور اسقدر قریب ٹھہرائے کہ خدا اور اس بندہ کے درمیان صرف ایک پردہ پڑا ہوا رہجائے اور خدا اسوقت اس بندہ سے پس پردہ ہمکلام ہو تو آیت من وراء حجاب کا مطلب پورا ہو۔

سبحان اللہ وبحمدہ ایسے ہی مولویوں کے لئے کسی نے خوب کہا ہے ؎

گر تو قرآں بدین نمط خوانی ٭ ببری رونق مسلمانی

طرفہ تر بات یہ ہے کہ آپ اعتقاد مذکورہ بالا کیساتھ یہ بھی مانتے ہیں کہ خدا تعالےٰ موسیٰؑ سے کوہ طور پر ہمکلام ہوا تھا ہے کہ یہ ہمکلامی مولویصاحب کی بیان کردہ تین صورتوں میں سے پہلی اور تیسری صورت میں تو داخل نہیں ہوتی البتہ صرف تیسری صورت باقی رہجاتی ہے اور تیسری صورت کی ہمکلامی جب کوہ طور پر بھی حاصل ہوسکتی ہے تو معلوم آسمان پر جانیکی کیا ضرورت پیش آتی ہے مولوی صاحب کے عقیدہ کے موافق تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے موسیٰ علیہ السلام ہی اچھے رہے کیونکہ خدا تعالےٰ ان سے ہمکلامی کے لئے لامکان سے اتر کر کوہ طور پر جلوہ نشین ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی غرض کیلئے سات آسمانوں سے اوپر کا سفر طے کرنا پڑا ؎ ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

افسوس! اُس پاک اور منزہ، لطیف اور خبیر قادر مطلق کی ذات و صفات کی طرف نادان لوگوں نے کیا کیا خرافات منسوب کی ہیں وہ خدا جس کی تعریف قرآن کریم میں یہ بیان ہوئی ہے۔ کہ

وہ انسان کی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہے اور ہم جہاں کہیں ہوں وہ ہمارے ساتھ ہر جگہ موجود ہے کوئی چیز اسکے احاطہ علمی سے باہر نہیں اُسکی نسبت بعض نادان مولوی یہ بہتان تراشی کرتے ہیں کہ وہ کسی سے کلام جب ہی کرسکتا ہے جب کوئی سات آسمانوں کا سفر طے کر کے اُسکے آستانہ پر پہنچے اور اس آستانہ پر جو پردہ پڑا ہوا ہے اُس سے کان لگا کر بیٹھے۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

اصل بات یہ ہے کہ مولوی ابراہیم صاحب حقیقت شناسی سے بالکل بیخبر ہیں اور اُنکا ذہن عالی کلام ربانی کے اصل مفہوم تک پہنچنے سے نہایت قاصر ہے اسکا بڑا سبب یہ ہے کہ نہ وہ خدا تعالیٰ کی برتر شان کا خیال رکھتے ہیں نہ سلسلہ کلام و سیاق و سباق پر کچھ غور اور فکر کرتے ہیں بلکہ بیتکی ہانکنے کے شیفتہ و دلدادہ ہیں اور بدقسمتی سے یہ بھی معلوم نہیں کرسکتے کہ جادہ اعتدال سے کسقدر دور افتادہ ہیں۔

ناظرین آیت کریمہ زیر بحث میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کی یہ حد نہیں کہ خدا اُس سے بالمواجہ کلام کرے مگر ہاں خدا انسان سے تین طرح پر کلام کرتا ہے ایک تو بذریعہ وحی دوسرے پس پردہ تیسرے بذریعہ فرشتہ

اگر مولوی ابراہیم صاحب اس آیت کی تفسیر اردو تفسیروں میں بھی بغور دیکھ لیتے تو جو غلطی ان سے سرزد ہوئی ہے اُسکے مرتکب نہ ہوتے۔

نواب قطب الدین خانصاحب جامع التفاسیر کے صفحہ ۴۴۸-۴۴۹ میں تفسیر مدارک اور معالم کے حوالہ سے لکھتے ہیں الا وحیاً سے الہام مراد ہے جیسا کہ روایت کیا گیا ہے نفث فی روعی یعنی پھونکا اور ڈالا میرے جی میں یا خواب مراد ہے بموجب فرمانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رویا الانبیاء وحی یعنی خواب انبیاء کا وحی ہے جیسے کہ حضرت ابراہیم نے دیکھا فرزند کو ذبح کرتے یا پردہ کے پیچھے سے یعنی سنے کلام اللہ تعالیٰ سے بغیر اسکے دیکھے سننے والا اسکو کہ کلام کرے اُس سے جیسا کہ سنا موسیٰ نے اور مراد اس سے پردہ میں ہونا اللہ تعالیٰ کا نہیں ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کے حق میں نہیں جائز ہے جو کچھ کہ جائز ہے اجسام کے حق میں کہ پردہ میں ہوتا ہے ولیکن مراد اس سے یہ ہے کہ سننے والا پردے

میں ہو دیکھنے سے دنیا میں فرشتے کو جیسے جبریل آتے تھے وحی لیکر آیا ہے کہ یہود نے آنحضرت سے کہا کہ کسواسطے تیرا خدا تجھ سے بالمواجہ کلام نہیں کرتا اگر تو پیغمبر ہے تو جیساکہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام کرتا تھا رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ موسیٰ کیساتھ بھی بالمواجہ نہ تھا پیچھے حجاب نور سے تھا واسطے تصدیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ آیت اتری کہ کسی بشر کے ساتھ کلام بالمواجہ نہیں ہوا"

اس تفسیر سے یہ بات ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ ایسا نہیں جو سات آسمانوں کے اوپر کسی پردہ میں بیٹھا ہوا ہو بلکہ پردہ سے صرف یہ مراد ہے کہ سننے والا پردہ میں ہو علاوہ بریں جس طرح اور نبیوں پر خدا نے وحی نازل کی اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم نازل ہوا پس نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ مولوی ابراہیم صاحب نے خدا تعالیٰ کا جو فوٹو کھینچا ہے وہ کسی طرح اسکے شان عالی کے شایان نہیں"

ناظرین! آیت مذکورہ بالا کی جو تفسیر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بطفیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے سمجھائی ہے وہ میں ذیل میں درج کرتا ہوں۔ وحی کے معنی قاموس میں یہ لکھے ہیں الوحی الاشارۃ والکتابۃ والمکتوب والرسالۃ والالہام والکلام الخفی وکل ما القیتہ الیٰ غیرک وحی کے معنی ہیں اشارہ اور کتابت اور مکتوب اور رسالت اور الہام اور کلام مخفی اور ہر ایک جو ڈالے تو اسکو طرف غیر اپنے کے۔

پس لغت کے اعتبار سے خدا تعالیٰ کی وہ آواز جو رسول بلا واسطہ سنے اور وہ بات جو پردہ میں چھپی ہوئی ہو اور وہ جو کسی کے ذریعہ سے کہلائی جاوے سب وحی ہے۔

مگر چونکہ خدا تعالیٰ کا کلام بذریعہ وحی دو طرح پر ہوتا ہے ایک بلاواسطہ اور دوسرے بالواسطہ یعنی بذریعہ فرشتہ اسلئے آیت کریمہ میں وحی کی یہ دو قسمیں بیان کیگئیں پھر جو وحی الٰہی بلاواسطہ ہوتی ہے اسکی بھی دو قسمیں ہیں ایک لفظی و معنوی یا صرف معنوی جسکو بالفاظ دیگر یوں کہہ سکتے ہیں (۱) دل کے اندر آواز سننا (۲) باہر سے آواز سننا جسکو وحی متلو غیر متلو جلی خفی سے تعبیر کرتے ہیں دوسرے مثالی صورتوں میں خواہ مثال منفصل ہو یا متصل جیسے کشف و رؤیا جنمیں وحی مثال کے پردہ میں چھپی ہوتی ہے اور استعارات کا غلبہ پایا جاتا ہے برعکس وحی متلو و غیر متلو کے

یہی وجہ ہے کہ مثالی صورتوں والی وحی استعارات کے پردہ کے اعتبار سے ایک علیحدہ قسم ٹھہری اور قرآن کریم میں وحی کی تین صورتیں بیان ہوئیں (۱) وحیاً (۲) من وراءی حجاب (۳) بذریعہ رسول یعنی فرشتہ خواہ وہ فرشتہ کلام الٰہی کو اصلی صورت میں دکھائے یا تمثلی صورت میں مگر چونکہ یہ تینوں صورتیں فی الحقیقت وحی کی تعریف میں داخل ہیں اسلئے وکذٰلک اوحینا الیک روحاً من امرنا میں تینوں صورتوں کو ایک ہی جگہ میں کر دیا پھر سورہ نساء رکوع ۲۳ میں ارشاد ہے انا اوحینا الیک کما اوحینا الیٰ نوح والنبیین من بعدہٖ یعنی ہم نے وحی بھیجی تیری طرف جیسے وحی بھیجی نوح کو اور اور نبیوں کو اسکے بعد۔

اس نکتہ کے سمجھ لینے کے بعد ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ خداوند تعالےٰ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان تینوں صورتوں میں جو قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں اُسی طرح کلام کیا جس طرح وہ اور سب نبیوں سے کلام کرتا چلا آیا ہے فرق صرف یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو وحی ان تینوں صورتوں کے ساتھ ہوئی وہ بہ نسبت اور نبیوں کے اکمل اور اتم طور پر ہوئی۔

اب ظاہر ہے کہ اگر دوسری قسم کی وحی یعنی من وراء حجاب (پس پردہ) کیلیئے بجسم خاکی آسمان پر جانا ضروری ہے تو پھر اس وحی کیلیئے ہر نبی کا بجسم خاکی آسمان پر جانا ضروری ہے مگر چونکہ مولوی ابراہیم صاحب اور اُنکے ہمخیال حضرات کے نزدیک بھی اور نبیوں کا پس پردہ وحی کے لئے آسمان پر بجسم خاکی جانا ضروری نہیں اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی بغرض مذکورہ آسمان پر جانا ضروری نہیں

لہٰذا ایک حکمت اور ضرورت معراج نبوی کی بجسد عنصری ہونیکی جو مولوی ابراہیم صاحب نے بیان کی تھی اسکی حقیقت تو ظاہر ہوگئی دوسری حکمت اور ضرورت آپ نے یہ بیان کی ہے کہ حضرت مسیح کا رفع بجسم عنصری آسمان پر ہوا اسلئے اس کمال کے حاصل کرنیکے لئے شب معراج آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بجسم خاکی آسمان پر جانا ضروری ہے مگر ناظرین خود سمجھ سکتے ہیں کہ۔ مولویصاحب کی یہ تحریر کسقدر مضحکہ خیز ہے بھلا کس عقلمند نے مان لیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا رفع بحالت حیات بجسم عنصری ہوا جسکی بنا پر حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا معراج بجسم عنصری ہونا ضروری و لازمی قرار پائے۔

علامہ ابن قیم جنکی قرآن دانی پر مولوی ابراہیم صاحب اپنے رسالہ میں عش عش کرتے ہیں وہ تو یہی

فرماتے ہیں کہ کسی نبیؑ کی روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کے سوائے زندگی میں آسمان پر نہیں گئی۔ پس مولوی ابراہیم صاحب کا خیال پر احتمال از قسم تعلیق للمحال بالمحال ہے دگر ہیچ۔

مولوی صاحب نے جو حکمت و ضرورت معراج نبوی کے بجسم عنصری ہونیکی بیان کی تھی جب وہ غلط و بے بنیاد نکلی تو معراج نبوی کا بجسم عنصری ہونا بھی ثابت نہ ہوا اسلئے اب ہم معراج نبوی کے کشفی ہونیکی حکمت و ضرورت بیان کرتے ہیں۔ (باقی آئندہ) صادق حسین اٹاوہ

"معارف قرآن مجید"

(مقتبس از افاضات مولٰنا نور الدّین ادام اللہ مجدہ ربّ العالمین)

انه لعلم للساعة

سورہ زخرف کو اگر غور سے مطالعہ کیا جاوے تو صاف کھلتا ہے کہ انّہٗ کی ضمیر قرآن مجید کی طرف راجع ہے چنانچہ شروع سورۃ میں ہے انا جعلنٰہ قرآنًا عربیًا لعلّکم تعقلون۔ وانہٗ فی ام الکتٰب لدینا لعلی حکیم۔ انہٗ قرآن مجید ہے پھر اس سے آگے اسی سورۃ میں دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے وانہ لذکر لک ولقومک۔ وسوف تسئلون۔ یہاں بھی انہٗ قرآن مجید ہے آگے چل کر تیسرے مقام پر فرمایا وانہ لعلم للساعة فلا تمترن بھا واتبعون ھذا صراط مستقیم۔ یہاں کیوں قرآن مجید مراد نہو اسکا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید میں انسان کے تنزل و ترقی کی گھڑیوں کا علم ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ قومیں کیونکر بنتی اور بگڑتی ہیں پس تو اے قرآن پڑھنے والے ان میں شک نہ کرو کیونکہ یہ بہت ہی قطعی اور صحیح اور سچی باتیں ہیں

اگر یہ ضمیر عیسیٰؑ کی طرف پھیری جائے تو یہ خرابی پڑتی ہے کہ علم صفت ہے اور مبتدا کی خبر صفت نہیں ہو سکتی پھر اسکا بھی وعندہ علم الساعة والیہ ترجعون سے فیصلہ ہو گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام علم ساعة اور وہ علم الساعة خدا کے پاس ہے اور تم بھی اے مخاطبو! اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے ترجعون انا للہ وانا الیہ راجعون سے ظاہر ہے کہ اللہ کے پاس زندہ بجسد العنصری موجود نہیں بلکہ جس طرح اور ابرار مر کر جاتے ہیں اسی طرح وہ بھی چلا گیا۔

سیدنا محمد خاتم النبیین ہیں

مشرق میں یرانیوں کا اثر تھا اور مغرب میں عبرانیوں کا تمام یورپ امریکہ افریقہ کے کناروں اور جزائر پر بائبل کا اثر اور ایران اور اسکے قرب وجوار و ہندوستان میں یرانیوں کی کتابوں کا اثر تھا ہاں عرب پر کسی کا اثر نہ تھا ان میں بت پرستی تھی اور مکہ انکا مرکز تھا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے وہ مرکز فتح کیا جس پر کوئی مغرب یا مشرق کا بادشاہ کامیاب نہیں ہوا حضرت ابوبکر کے زمانے میں پہلا حملہ ایران کی طرف ہوا۔ اور ان پر اسلامی تسلط ہوا اور ادھر شام کے ملک کو فتح کرنیکی توفیق حضرت عمرؓ کو ملی اس طرح پر تمام دنیا پر حجت قائم ہو گئی کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیینؐ ہیں کیونکہ جب تینوں مشہور مذہبوں کے مرکز ہماری سرکار نے فتح کر لئے تو اب کسی ہادی کے لئے کونسا عظیم الشان کام باقی رہ گیا جسکو کرنے کے لئے اس کا مبعوث ہونا ضروری تھا اور اب بھی باوجودیکہ اسلام کی حالت نازک ہے اس خصوص میں اسلام کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا کہ اسکے مذہب کا مرکز اسکے اپنے قبضے میں ہو بلکہ دوسری قوموں کے مذہبی مرکز بھی اسلام ہی کے قبضے میں ہیں اور یہ بے نظیر فتح ہے اور لازوال نشان ہے۔ ایک تو یہ ختم نبوت کی دلیل ہے

دوم۔ ایک دعوی ہوتا ہے ایک دلیل۔ اگلی کتابوں میں دعوے تو بیشک بہت ہیں مگر دلائل کم قرآن مجید نے دونوں کام کئے دعاوی اور دعاوی کے ساتھ دلائل بھی ایسے پر زور کہ انہیں کوئی دنیاوی طاقت باطل نہیں کر سکتی مثلاً دیکھو بت پرستی سے منع فرمایا اور بہت سی دلیلوں میں سے ایک دلیل یہ بھی دی فھو فضلکم علی العلمین یعنی انسان غور کرے تو دنیا کی تمام چیزیں اسی کی خدمت میں لگی ہوئی ہیں پس جو چیزیں مخدوم ہونیکی بھی صلاحیت نہیں رکھتیں معبود کس طرح ہو سکتی ہیں۔ یہ بھی ختم نبوت کی ایک دلیل ہے کہ جو دعوی کیا ہے اسکی دلیل بھی دی ہے اور یہ بات اور کسی الہامی کتاب میں نہیں اور آیندہ ان سے بڑھکر اور کیا کوئی دلیلیں دیگا۔

سوم۔ تمام مذاہب جو خدا کی طرف سے ہونیکے مدعی ہیں ان میں یہ امر مشترک پایا جاتا ہے کہ وہ دعا کے قائل ہیں الفاظ دعا میں خواہ اختلاف ہو مگر اصل دعا میں کسی کو اختلاف نہیں اب یہ بات بھی دنیا میں نبی کریم صلعم اور صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے کہ انکے متبعین انکے لئے دن

رات کے ہر ایک حصے میں دعائے ترقی درجات مانگتے ہیں کسی مذہب کا ہرگز ہرگز کوئی مقتدا نہیں جس کے لئے اُسکے مقتدیوں نے اسقدر دعا کی ہو اسکی تفصیل یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود کم از کم ہر نماز میں پڑھا جاتا ہے اور زمین گول ہے پس دنیا میں ہر ایک وقت کسی نہ کسی نماز کا وقت ضرور رہتا ہے اور نماز میں ضرور پڑھا جاتا ہے جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ترقی درجات وازدیاد برکات کے لئے خلوص بھرے دلوں سے دعا کیجاتی ہے عیسائی مسیح کے لئے دعا ہی نہیں کرتے اور ایسا ہی ہندو سری رامچندر و کرشن جی کے لئے اسکی ضرورت نہیں سمجھتے ہاں مسلمان ہیں جو اپنے محسن نبی کے لئے دعائیں کرتے ہیں تیرہ سو برس سے اللھم صل علی محمد و علی آل محمد پڑھ رہے ہیں پھر دنیا میں مومن مسلمان جو نیک کام آپکی تحریک و ارشاد کے ماتحت کرتا ہے اسکا ثواب بھی آپکو ملتا ہے پس اس لحاظ سے بھی آپ ہی کی ذات بابرکات خاتم النبیین ٹھہرتی ہے۔

شفاعۃ النبیؐ بعض لوگ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے شافع ہونیکا ثبوت قرآن مجید سے طلب کرتے ہیں انکے لئے یہ آیت حجت قویہ ہے ولا یملك الذین یدعون من دونه الشفاعة الا من شهد بالحق وهم یعلمون اور جنکو یہ خدا کے سوا پکارتے ہیں وہ شفاعت کے مالک نہیں ہاں یہ بات صحیح ہے کہ ایک شافع ہے جس نے حق کی گواہی دی اور وہ لوگ اسے خوب جانتے ہیں۔ یعنی (سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اسی طرح ایک اور آیت ہے پارہ ۵ رکوع ۶ ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحیما اور اگر ان لوگوں نے اپنی جان پر کوئی ظلم کیا تو وہ تیرے پاس آتے اور اللہ سے مغفرت مانگتے اور رسول بھی انکے لیے مغفرت مانگتا تو اللہ کو توبہ قبول کرنیوالا مہربان پاتے۔

شفاعت کی حقیقت سمجھنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ یہ لفظ شفع سے نکلا ہے اور مندرجہ ذیل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله ویغفر لکم ذنوبکم والله غفور رحیم آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلعم کی اتباع انسان کے گناہوں کی مغفرت کا موجب ہے حضور انور کی ذات ستودہ صفات ایک نور ہے جو اس نور سے تعلق پیدا کرتا ہے اس سے ظلمات دور ہوتی ہیں

یہ شفاعت ہے مجرمونکی جنبہ باری کا نام شفاعت نہیں جیسا کہ بعض نادانوں نے غلطی سے سمجھا ہی اور اسپر اعتراض کرتے ہیں

حل مشکل جب کوئی ایسا مسئلہ تمہارے سامنے پیش ہو جسکا جواب تمہیں نہ آتا ہو تو خصم کو محض الزامی جواب دینا جو المزدی نہیں کیونکہ جس بات پر خود تمکو یقین نہیں اسے دوسرے کو منوانا یا ماننے کے لئے کہنا دیانتداری کے خلاف ہے چاہئے کہ اس آیت یا سوال کو لکھکر دیوار پر کسی نمایاں جگہ جہاں ہر وقت تمہاری نظر پڑتی رہے آویزاں کردو اور ادہر صدقہ وخیرات کرو استغفار بہت پڑھو ایمان بالغیب کے رنگ میں اللہ تعالےٰ سے بہت بہت دعائیں کرو یقیناً یقیناً تمکو سچائی کی راہ نظر آجاویگی قرآن کریم کے ابتدا میں ہی اس نکتہ کو ظاہر کیا گیا ہے فرماتا ہے ھدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوٰة ومما رزقنٰھم ینفقون ہدایت ان لوگونکا حصہ ہے جو گناہ آلود زندگی سے بچنے والے ہوں پھر ایمان بالغیب رکھیں دعاؤں میں لگے رہیں اور کچھ صدقہ وخیرات بھی کریں حضرت امام شافعیؒ کا ایک شعر ہے فان العلم نور من الٰہ ٭ ونور اللہ لا یعطی لعاصی یہ دراصل تفسیر ہے لا یمسہ الا المطھرون کی پس قرآن مجید کے غوامض کی تہ کو پہنچنے اور معضلات مسائل کے حل کے لئے پاک زندگی اور مطہر قلب ہونا چاہئے ایک معمولی مہمان کے لئے مکان صاف کیا جاتا ہے اور حتی الوسع کوئی ناپاکی وگندگی نہیں رہنے دیجاتی تو خدا کے کلام کے معانی کے نزول کے لئے ایک مصفی دل کی کیوں ضرورت نہ ہو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معاملہ میں اگر لوگ اس اصل پر چلتے تو کبھی دھوکہ نہ کھاتے اور نہ مستوجب وعید ہوتے چاہئے تھا کہ وہ خدا کے حضور رو رو کر عرض کرتے کہ الٰہی ہمپر حق کھلجائے استغفار کرتے صدقہ وخیرات دیتے اور پاک زندگی اختیار کرتے انسان جو بُرے کام کرتا ہے انکی ابتدا ان وسوسوں سے ہوتی ہے جو سینے میں اٹھتے ہیں انکا علاج یہ ہے کہ جب ایسے خیالات کا سلسلہ اٹھنے لگے تو اس جگہ کو بدل لے گو باہر چلا جائے کسی سے باتوں میں لگجائے موت کو یاد کرے ایک مشغلہ میں اگر وہ سلسلہ نہ ٹوٹے تو دوسرا مشغلہ اختیار کرے تنہا نہ رہے قرآن مجید کی تلاوت شروع کردے عام طور پر لا الٰہ الا اللہ بہت پڑھے

ف نماز کے ارکان قیام رکوع سجود سے یہ مسئلہ حل ہوتا ہے۔

الحمد پڑھے استغفار کرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کا ورد کرے اختلافات سے گھبرانا بھی مومن کا کام نہیں اللہ تعالیٰ نے اختلاف کے رفع کیلئے یہ آیت فرمائی ہے۔ لقد ارسلنا رسلنا بالبینٰت وانزلنا معھم الکتٰب والمیزان لیقوم الناس بالقسط وانزلنا الحدید فیہ باس شدید ومنافع للناس یعنی اختلاف رفع ہوتے ہیں کتاب سے اور پھر میزان سے جس میں علم مناظرہ شامل ہے پھر لوہا بھی فیصلہ کرتا ہے جو پچھلے زمانہ میں اگر بصورت تلوار فیصلہ کن تھا تو اس زمانے میں بصورت قلم غرض اسلام نے ہر مشکل کے حل کرنیکے لئے طریق سکھایا ہے مبارک وہ جو قرآن شریف پر عمل کرتے ہیں۔

نکات حدیث

نواس بن سمعان کی حدیث

(مکتسبہ از افادات سیدنا نور الدین ادام اللہ ظلہ علی راس المستفیدین)

قرآن مجید ایسے وقت نازل ہوا کہ دنیا میں ایک اندھیرا چھا رہا تھا اور لوگ حقیقی راہ سے دور پڑے ہوئے تھے کل دنیا کی تعلیم کا مہیمن قرآن مجید ہے اسلئے ضروری ہوا کہ عربوں کو سمجھانیکے لئے زبان کو وسعت دیدی جائے مثلاً صلوٰۃ حج زکوٰۃ صوم نکاح عربی الفاظ ہیں مگر نبی کریم صلعم نے اپنے عمل سے واضح کردیا کہ اسلام میں ہم صلوٰۃ کسکو کہتے ہیں اور زکوٰۃ کس کو اور صوم کسکو اور حج کس طور کی عبادت کا نام ہے اور نکاح کا مفہوم کیا ہے حقیقی معنی یہی ہیں اسے مجازی نہیں کہینگے اس سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید کے معنوں کا ایک حصہ ہم رسول کریم صلعم کے تعامل سے لے سکتے ہیں

۲- ایک حصہ قرآن مجید کے معانی کا ہم لغت کے ذریعے حل کرینگے جس قدر لغت پرانی ہوگی وہ زیادہ مفید ہوگی۔

۳- ایک حصہ عقل مشاہدہ تجربہ صحیحہ کو پیش نظر رکھنے سے حل ہوگا تین ذریعے تو یہ ہوئے تعامل رسول کریم صلعم لغت صحیحہ۔ مشاہدات و تجارب صحیحہ چوتھا ذریعہ علم التعبیر والرؤیا ہے یعنی جو واقعات قبل

از وقت دکھائے جائیں انکے معانی اس علم کے ذریعے سے حل ہوتے ہیں اور اسے صوفیائے کرام نے خوب سمجھا ہے سورۂ یوسف پر غور کریں سے یہ بات خوب حل ہوتی ہے اس میں دو قید یوں کا رؤیا ہے ایک یوسف ع کا رؤیا ہے گویا مومن کا ادنیٰ اعلیٰ ہر طبقے کے انسانوں کے رؤیا ہیں اور یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ فی المنام کا ذکر بھی نہیں اور یہ امر بھی مسلم ہے کہ نبی کا خواب وحی کے حکم میں ہوتا ہے سو دیکھو حضرت ابراہیم ع کا خواب

اگر ہم ان اصول کو مد نظر رکھکر نواس بن سمعان کی حدیث پر غور کریں تو اس میں کوئی مشکل نہیں اور نہ کوئی تاویل کرنی پڑتی ہے اور مجازی معنی لینے پڑتے ہیں ہاں اس سے پہلے اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ خود ان علماء کو جو ہمیں باوجود تعذر حقیقت مجازی معنی لینے کا الزام دیتے رہتے ہیں دجال کے متعلق بہت سی مشکلیں پیش آئی ہیں ان سے نکلنے کے لئے انھوں نے جو راہ نکالی ہے ہمیں اسکا علم ہونا چاہیے مثلاً دجال کی نسبت ہے کان فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم تمیم داری والی حدیث جس میں دجال کو کسی آدمیوں سمیت ایک جزیرہ میں قید دیکھا دوسری طرف معزز صحابی جابر حضرت عمر رض حضور نبوی میں قسم کھاتے ہیں کہ ابن صیاد ہی دجال ہے اور آپ اسکی تردید نہیں فرماتے انی سمعت عمر رض یحلف علی ذلک عند النبی صلعم فلم ینکرہ النبی صلعم متفق علیہ پھر بخاری کی حدیث ہے کہ جو لوگ اسوقت دنیا میں موجود ہیں سو برس کے بعد ان میں سے کوئی بھی نہ ہوگا اس حدیث صحیح سے ابن صیاد دجال تھا تو وہ جزیرے والا شخص واحد تھا تو دونوں ابتک مر چکے پھر ہم پڑھتے ہیں کہ دجال چالیس دن رہیگا۔ یوم کسنتہ و یوم کشہر و یوم کجمعتہ سائر ایامہ کایا مکم دوسری طرف حدیث میں ہے اربعون سنتہ یعنی چالیس سال ایک حدیث میں ہے کہ دجال جوان ہے اگر دجال وہی ہے جو تمیم داری نے جزیرہ میں قید دیکھا اور وہ زمان نبوی میں موجود تھا تو ابتک یقیناً بوڑھا ہو چکا ہوگا ایک حدیث میں ہے کہ جنت و نار اسکے ساتھ ہیں دوسری میں لکھا ہے کہ وہ ذلیل ہے ایک میں لکھا ہے کہ مینے اسے کعبہ کا طواف کرتے دیکھا دوسری میں ہے کہ وہ مکہ مدینہ کے سوا سب جگہ پھر جائیگا ایک میں اسکی آنکھ خراب ہونیکا ذکر ہے دوسری میں بائیں آنکھ کے کانے ہونیکا مذکور ہے غرض اس قسم کے اختلافات متفق علیہ حدیثوں میں پائے جاتے ہیں۔

جو طریق ہم نے اختیار کیا ہے اس سے ایسی تمام مشکلات حل ہو جاتی ہیں کلام دو قسم ہیں متشابہات محکمات اگر متشابہات کو محکمات کے تابع کر لیا جاوے اور ان چار ذریعوں سے کام لیا جائے تو معنی صاف ہو جاتے ہیں اول ہم دیکھتے ہیں کہ حدیث شریف میں ہے دجال کے فتنے سے محفوظ رہنے کے لئے سورہ کہف کی دس پہلی اور پچھلی آیات پڑھ لی جائیں سو جب انکو دیکھیں تو اس میں یہ آیت ہے ویندر الذین قالو اتخذ اللہ ولداً جس سے ایک صفت کا پتہ لگ گیا ایسا ہی آخر کی دس آیات میں ایک آیت ہے الذین ضل سعیھم فی الحیٰوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعًا۔ یہ دوسری صفت ہے اور ان دونوں صفتوں میں قرآن وحدیث متفق ہیں ایک مذہبی عقیدہ کی نسبت فرمایا اور دوسرا ایک دنیاوی ترقی کے بارے میں تبلایا۔

پھر ہم لغت عرب کو دیکھیں تو اس میں لکھا ہے الدجال ھو الکذاب اور ساتھ ہی قرآن مجید میں ان یقولون الا کذباً اور حدیث میں کذاب آیا ہے گویا اس نشان پر قرآن وحدیث ولغت متفق ہیں پھر لغت میں لکھا ہے دیکھو تاج العروس الدجال من الدجالۃ طائفۃ عظیمۃ یحمل المتاع للتجارۃ یہ چوتھا نشان ہے تجارت کے اعتبار سے کونسے لوگ تمام روئے زمین پر پھیل کر بعم الارض کی حدیث کو پورا کر رہے ہیں پھر مسیح الدجال کی وجہ بتائی گئی ہے لضربہ فی الارض وقطعہ اکثر نواحیہ زمین میں سفر کرنے اور اکثر علاقوں کو طے کر لینے کی وجہ سے اسی طرح لغت میں ہے الدجل ھو الکذب والتمویہ وخلط الحق بالباطل اور یہ امر بھی مسلم ہے کہ النساء حبائل الشیطان اور الخمر جماع الاثم یہ وہ باتیں ہیں جنکی آجکل کثرت ہے۔ یاجوج ماجوج اجت النار اجیجاً تلہبت آگ بھڑک اٹھی اور اجر الماء اجوجًا پانی موج زن ہوا ان دونوں لغتوں سے صاف کھلجاتا ہے کہ آگ اور پانی سے غیر معمولی کام لینے والی قوموں کی طرف اشارہ ہے اور بائبل میں حزقی ایل باب ۳۸ آیت ۳ اے جوج روس اور مسک اور توبال کے سردار دوسری طرف لنڈن کے گلڈ ہال میں دونوں قوموں کے مورتان اعظم کے اسٹیچو (بت) موجود ہیں چنانچہ اگلے زمانے میں لارڈ میر کی نمایش کے دن انکو

باہر لایا جاتا تھا کہتے ہیں کہ یہ بت اسلئے بنائے گئے کہ زمانہ قدیم کے یاجوج ماجوج اور کارنی اکی یادگار ہیں جو اس جزیرہ انگلستان پر قدیم باشندوں سے جنگ کیا کرتے تھے اور ہمارے شہر لنڈن کی بنیاد اسی حملہ آور یاجوج ماجوج نے ڈالی تھی دونوں بت جو گلڈ ہال کے دروازے میں رکھے ہیں۔ ہر ایک ۱۴ فٹ بلند ہے یاجوج جو بائیں پہلو ہے اسکے ہاتھ ایک لمبا عصا ہے جس کیساتھ زنجیر سے ایک گولہ بندھا ہے اور یاجوج کی پشت پر ایک کمان و ترکش ہے جو تیروں سے پر ہے دائیں طرف دوسرا بت ماجوج کا ہے جو ڈھال اور برچھی سے مسلح ہے (دیکھو صفحہ ۶۷-۶۸) رسالہ گائڈ ٹو دی گلڈ ہال لنڈن ملخصاً (از نور الدین صفحہ ۱۷۴)

اور تمام لغت طب ہیئت جغرافیہ تاریخ کی کتابیں بالاتفاق یہیں بتاتی ہیں کہ یاجوج ماجوج چوتھی ولایت سے شمال کی طرف ہیں قرآن سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایران پران کے حملوں کی روک کے لئے ذوالقرنین نے سد بنادی تھی مگر آخری زمانے میں اس سد کا ٹوٹنا لکھا ہے ابن خلدون میں ہے کہ اس اقلیم کا دسواں حصہ جبل قوقا یا تاک ہے۔ اور اس پہاڑ کو جبل یاجوج ماجوج کہتے ہیں۔

حاصل کلام دجال و یاجوج ماجوج کی حقیقت بغیر کسی مجاز مراد لینے یا تاویل کے کھل گئی اب حدیث صاف ہے جو کچھ واقع ہو چکا وہ دیکھ لو اور چونکہ یہ واقعات قبل از وقوع دکھائے گئے ہیں۔ اسلئے اسی علم سے انکے معنی کئے جائینگے جو ایسی باتوں کے معانی کرنیکے لئے موضوع ہے یعنی علم التعبیر والرؤیا نمونہ کے طور پر دیکھو اسی حدیث میں ایک شاب کے قتل کا ذکر ہے علم الرؤیا کی معتبر کتب دیکھنے سے کھلتا ہے کہ من رای انہ یقتل فانہ تطیل حیوتہ وان المقتول یصیب خیراً جو دیکھے کہ وہ مقتول ہوا اسکی حیوۃ لمبی ہوگی اور مقتول کو بھلائی پہنچیگی۔ اور مطلب یہ کہ اسلام پر حملہ ہوگا اور ظاہری منظر سے یہ دکھائی دیگا کہ اب کوئی دم میں فنا ہوا مگر پھر وہ زندہ کیا جائیگا اور اس میں خیر و برکت ہوگی اور دینک ترقی ہوتی رہیگی۔

بگذشت ورفت

جناب محمود طرازی سراج الاخبار کابل کے مدیر مندرجہ ذیل اشعار میں دنیاوی ترقیات موجودہ وحالات کا منظر دکھاتے ہیں۔

وقت شعر وشاعری بگذشت ورفت وقت سحر وساحری بگذشت ورفت
وقتِ اقدام است وسعی وجدّ وجہد غفلت وتن پروری بگذشت ورفت
عصرِ عصر موٹر وریل است وبرق گامہائے اشتری بگذشت ورفت
کیمیا از جملہ اشیاء زر کشد وقت اکسیر آوری۔ بگذشت ورفت
فہم عقربت سیہ صنعت پری قصّۂ دیو وپری۔ بگذشت ورفت
تلگراف۔ آرد خبر از شرق وغرب قاصد ونامہ بری۔ بگذشت ورفت
سیم آہن در سخن آمد۔ زبرق تیلفون بشنو۔ کری جگذشت ورفت
کوہہا سوراخ وبرہا بحر شد جانشینی را گھڑی۔ بگذشت ورفت
شد ہوا جولانگہ نوع بشر رشک بیبال وپری بگذشت ورفت
گفت (محمود) ایں سخن راؤ برفت سعی کن تمنبلگری بگذشت ورفت

اس پر ہمارے دوست خادم بھیردی اپنا ہمعصر وںکو متنبہ کرتے دینی ترقیات کا ذکر فرماتے ہیں

فتنۂ دجّال عالمگیر شد فکرت دیں پروری۔ بگذشت ورفت
آتش یاجوج در دادہ جہاں عیش از خشک وتری بگذشت ورفت
برٹر یپولی چہ بیداد است وجور ترکی ترک جری بگذشت ورفت
حال ایراں زار شد از دست زار نعرہ ہائے حیدری بگذشت ورفت
شامت ما صورت نادر گرفت عز وجاہ نادری بگذشت ورفت
نور دیں را ہیشوا اے خود بساز عہد حشمت وقادری بگذشت ورفت
دور مہدی و مسیح احمدی است آں مسیح ناصری بگذشت ورفت
زعم رفع جسم عیسیٰ شد غلط از فلاک چوں عنصری بگذشت ورفت؟

تحفۂ بنارس مخدوم مکرم مفتی صاحب ایڈیٹر بدر مسیح موعود کے ان چنے ہوئے اصحاب میں سے ہیں جنکو تقریر و تحریر دونوں میں ایک خاص ملکہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے عطا فرمایا ہے آپ کو بنارس کا سفر پیش آیا تو اپنے بھائیوں کے لیے کسی سوغات کی فکر ہوئی بطور تحفہ ایسی چیز کا پیش کرنا پسندیدہ ہوتا ہے جو اس علاقہ میں کم ملتی ہو کاشی کے لئے توحید سے بڑھکر کونسا تحفہ ہو سکتا ہے آپ اسے اسلام کی کشتی میں لگا کر اور اپنی ظرافت (بشرطیکہ اس لفظ کے صحیح معنی لیئے جائیں) کی طلاکاری سے سجا کر لیگئے توحید کا لیکچر نامکمل رہتا اگر اس میں دنیا میں سب سے بڑے توحید کا صور نفخ کرنیوالے اور لوگوں میں وحدت کی روح پھونکنے والے برگزیدہ نبی کا جسکا نام سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور پھر صاحب نفخہ ثانی انکے بروز مرسل یزدانی (مولنا) احمد قادیانی کا ذکر نہ ہوتا

السنۂ عبرانی و کلدانی کے فاضل مصنف نے جس دلاویز طریق سے مسئلہ توحید پھر اسکے ساتھ مسئلہ رسالت اور پھر اپنے نبی محمد مصطفےٰ اور اپنے امام احمد مجتبےٰ کی دعوت پیش کی ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے اس رسالہ کے پڑھنے سے وہ طرز معلوم ہوتا ہے جس کے مطابق ہمیں تبلیغ کرنی چاہیئے ایک ایسے مجمع میں جہاں مخالفوں کی کثرت ہو جس جرأت سے آپنے اسلام جسکا مرادف لفظ احمدیت ہے کی تبلیغ کھول کھول کی ہے اور نہ صرف ہندوؤں اور عیسائیوں کو بلکہ اپنے مسلمان کہلانیوالے بھائیوں کو بھی انہی کی مسلمہ کتب کے حوالے بقید صفحہ و سطر وے دیکر سمجھایا ہے کہ اللہ ایک ہے اور اسکا دین الحق لاینوالا محمدی ہے اور اس دین کی اشاعت کرنیوالا احمدی ہے وہ ہماری ایک اسوۂ حسنہ ہے مبارک وہ جو اسپر چلیں چنانچہ آپنے وفات مسیح رفع نزول مسیح کی آمد ثانی نشانات ظہور مہدی کرامات حضرت مرزا کا ذکر بہت عمدگی سے کیا ہے پھر اس رسالہ کے پڑھنے سے مناظرہ کا علم بھی حاصل ہوتا ہے کہ عیسائیوں اور ہندوؤں کو کسطرح ہم لاجواب کر سکتے ہیں اور باوجود اس بات کے کہ کوئی آپکی بات نہیں سنتا پھر بھی آپ باتوں باتوں میں کلمۂ حق کس دلچسپ طرز سے سنا سکتے ہیں عام دستور زمانہ تو یہی ہے کہ خوفناک علاقوں میں پہلے ایک گروہ رستہ صاف کر جاتا ہے دوسرا پیچھے حسب توفیق گھوڑے یا بگھیاں یا ٹرمیوے موٹر ریل چلاتا ہے لیکن صادق نے جیسا کہ راستباز گروہ کی شان ہے دونوں کام خود ہی کئے ہیں جزاہم اللہ احسن الجزا کاغذ اعلیٰ درجہ کا اور ٹائٹل خوشنما لکھنے والا بدر کا کاتب

حجم ۲۶×۳۰/۲۰ صفحے قیمت صرف ۲/ ذی استطاعت اسکے نسخے خرید کر مفت تقسیم کریں

بھارت یہ آریوں کا ایک اخبار ہے جو ہفتہ وار ہے اور عہ سالانہ اسکا چندہ ہے ایک دو نمبر متانت سے ایڈٹ کرنے کے بعد اسکے لایق ایڈیٹر صاحب اسی طرز پر آ گئے جسپر عموماً آریہ اخبار آجکل ہیں ہیں سلسلہ احمدیہ کے امام کی پیشگوئی پر بھی متانت و تہذیب سے گرے ہوئے الفاظ میں حملہ کیا ہے ہم کسی امر سے اختلاف رائے یا کسی مسئلہ پر مہذبانہ تنقید کو برا نہیں سمجھتے مگر بغیر کسی دلیل کے چار پانچ لاکھ امن پسند صلح جو نیکدل انسانوں کے واجب الاحترام امام کی نیت پر حملہ کرنا اور اسے (نعوذ باللہ) خدا کے نام پر گمراہ کرنیوالا قرار دینا حد درجہ کی شوخ چشمی اور مکروہ پالیسی ہے اگر ہمارے دوست پیسے گرہ سے دیکر گالیاں کھانا چاہتے ہیں تو یہ اخبار

الحق ہمارے احمدی برادران طریقت کو معلوم ہے کہ اسکے ایڈیٹر میر قاسم علی صاحب مشہور مناظر ہیں آپ معترضین کے حملوں کا اندفاع اور اسلام کی خوبیاں جس مفید طریق پر بیان کر رہے ہیں وہ قابل قدر ہے میر صاحب موصوف جن مالی مشکلات کے باوجود پرچہ کو برابر ہفتہ بلاناغہ شایع کئے جاتے ہیں وہ قابل داد ضرور ہے اور ہمارا فرض ہے کہ انکی امداد کریں اور جو نقصان وہ برداشت کر رہے ہیں اسکی تلافی پیشگی قیمت دینے والے خریدار مہیا کرنے سے بھی ہو سکتی ہے آجکل بعض اخبارات اپنے دفاتر دہلی تبدیل کرنیکی تجویز کر رہے ہیں کیونکہ دہلی دار السلطنت حسب اعلان شاہی ہونیوالا ہے بلکہ ہو چکا ہے خوشی کی بات ہے کہ احمدیوں کا ایک اخبار بھی دار السلطنت میں رہیگا جسکے قیام اور ترقی کیواسطے ہمیں مقدور بھر کوشش کرنی چاہیئے۔

الحکم قادیان سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اخبار بینی اور اخبار نویسی کا مذاق پیدا کرنیوالا ہر چند آجکل مالی مشکلات میں ہے اور اسی وجہ سے اسکی بروقت اشاعت پچھلے دنوں میں فرق آگیا تھا مگر اب شروع سال سے ہفتہ وار عین تاریخ پر شائع ہو رہا ہے اسوقت ضرورت ہے کہ خریداران الحکم اپنے اپنے ذمہ کا بقایا اور سال رواں کی پیشگی قیمت ادا فرمائیں تاکہ یہ قومی آرگن اپنی قیمتی و قابل قدر خدمات سے مستفیض فرماتا رہے اسکی توسیع اشاعت میں بھی خصوصیت سے کوشش ہونی چاہیئے تاکہ یہ اخبار اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے مجھے امید واثق ہے کہ شیخ صاحب بھی اسے مفید بنانے میں ہر طرح سے ساعی ہیں اور آجکل انکا قابل قدر دماغ اسی فکر میں ہے لیکن یہ سب باتیں خدا کے فضل پر موقوف ہیں جس سے استدعا کیجاتی ہے کہ وہ مومنوں کے قلوب میں ایک غیر معمولی جوش پیدا کرے اور ہم الحکم اپنی اس شان میں دیکھ سکیں جسکا وہ اپنی دیرینہ خدمات اور اپنے لائق ایڈیٹر کی زبردست تحریروں کے لحاظ سے مستحق ہے

تاہم اپنی طرف سے بہت کوشش کیجاتی ہے۔

۳۔ مضامین کی موجودہ ترتیب میں اگر کوئی نقص ہو یا اور کسی خاص قسم کے مضامین ضروری ہوں تو مطلع فرمایا جاؤں تاکہ اسپر غور کر کے تعمیل ارشاد کر سکوں حجم ۸ صفحے بڑھا دیا گیا ہے چندہ سالانہ وہی ہے۔

تشحیذ بک ایجنسی ہمنے تشحیذ کیساتھ بک ایجنسی بھی کھولدی ہے احباب بلا تامل ہر ایک قسم کی کتاب جو سلسلہ احمدیہ کے متعلق ہو منگوا سکتے ہیں اسکے علاوہ اور اسلامی کتابوں کا سٹاک مہیا کرنے کی بھی تجویز ہو رہی ہے۔

عمدۃ الاحکام۔ حدیث کی نہایت معتبر و مستند کتاب جو با اعراب مترجم حضرت خلیفۃ المسیح کو بہت پسند ہے جو مدرسہ احمدیہ میں پڑھائی جاتی ہے اور عورتوں میں بھی اسکا درس ہوتا ہے تشحیذ سے بقیمت ۶؍ علاوہ محصولڈاک منگوائیں خط و کتابت ہمیشہ مینجر تشحیذ الاذہان کے پتہ سے ہونی چاہیئے نہ کسی کا نام نہ ہو نہ حضرت صاحبزادہ صاحبکو تکلیف دیجایا کرے۔

ڈاکٹر ایس کے برمن کا اشتہار اس رسالہ کے ساتھ بطور ضمیمہ ارسال ہے ڈاکٹر صاحب کے اشتہار اکثر اخباروں اور رسالوں میں ہوتے ہیں اور وہ نیکنام معاملہ کے صاف معلوم ہوتے ہیں ناظرین تشحیذ اپنی مومنانہ حزم و احتیاط کے ساتھ انکی مشتہرہ ادویہ سے فائدہ اٹھائیں۔

مسلمانوں کا مشیر اخبار "المشیر" ہے جو انکے ملکی اور قومی حقوق کا محافظ انکی تمدنی برائیوں کا مصلح انکی تعلیم کا حامی ان میں اتحادی زندگی اور عملی، اخلاقی مذہبی اور روحانی مذاق پیدا کرنیوالا ملک بھر میں اپنے طرز کا نرالا ہفتہ وار اخبار ہے قیمت صرف تین روپے سالانہ المعلن مینجر اخبار المشیر مراد آباد

ضیاء الاسلام صوبہ متحدہ میں اپنی طرز کا واحد علمی و مذہبی ماہوار رسالہ ہے جس میں علمی تمدنی اخلاقی تاریخی مضامین اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کے متین اور دندان شکن جواب ہوتے ہیں قیمت سالانہ عہ؍ دو روپیہ آٹھ لیکن آخر فروری ۱۹۱۲ء تک نصف قیمت ۱؍ پر دینے کا اعلان کیا جاتا ہے المشتہر مینجر ضیاء الاسلام مراد آباد

وی۔ پی واپس کرنیوالے حضرات!

جن حضرات کے نام سنہ ۱۹۱۱ء کے بقایا کے لئے ماہ جنوری میں وی پی کئے گئے تھے اور انھوں نے باوجود پہلے اطلاعی کارڈ بھیجنے کے واپس کردیئے وہ اپنی مرضی سے اطلاع دیں۔ کہ کب بقایا ادا فرماوینگے رسالہ آیندہ جاری رہے یا بند کردیا جائے کیونکہ خواہ مخواہ رسالہ کو زیربار کرنیسے یہ بہتر ہے کہ ایک کارڈ پر اپنی مرضی سے اطلاع دیدی جائے۔

دوم سنہ ۱۲ء کا پیشگی چندہ سالیانہ وصول کرنیکے لئے جن اصحاب کے نام ماہ فروری کا رسالہ وی پی ہوا اور باوجود پہلے دو بار اطلاع کے شایع کرنیکے انھوں نے واپس کردیا ہے۔ وہ برائے مہربانی اطلاع دیں کہ کس مہینے میں چندہ ادا فرماوینگے۔ دونوں قسم کے مہربان اگر ماہ جنوری یا فروری کا وی پی واپس شدہ رسالہ دیکھنا چاہتے ہیں تو ۱ر کے ٹکٹ بابت محصول وی پی بھیجکر منگوالیں اسطرح انکا فائیل بھی مکمل رہیگا۔

شرح اجرت اشتہارات

	سال	چھ ماہ	تین ماہ
فی صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نصف صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
تہائی صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اور ضمیمہ جو رسالہ کی تقطیع پر مطابق قواعد ڈاکخانہ وغیرہ ہو۔ ۲ ورق تک اسکی تقسیم کروائی ۱۲ فیصدی ہوگی انبار تا قادیان عہ علیحدہ اور اس سے زیادہ کے لئے ۴ فیصدی پر ورق زائد اور بالمقطع ۱۲۰۰ تعداد اشاعت تک رسالہ ایک پیسہ کے ٹکٹ میں جاسکے ۲۰ عدد ۔ نوٹ۔ اشتہار کا مضمون پہلے دیکھکر منظوری دیجائیگی مینجر کو اختیار ہوگا جب چاہے کوئی اشتہار بند کرکے بقیہ قیمت واپس کردے۔